SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, November 29, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at two mintues past six in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Khalil-ur- Rehman) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ویوم تشقق السماء بالغمام و نزل الملئکۃ تنزیلا O الملک یومئذ ن
الحق للرحمٰن وکان یوماً علی الکفرین عسیرا O ویوم یعض الظالم
علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا O یویلتی لیتنی
لم اتخذ فلانا خلیلا O لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاء نی وکا ن
الشیطٰن للانسان خذولا O وقال الرسول یرب ان قومی اتخذوا
ھذاالقران مھجوراO

ترجمہ۔ اور جس دن آسمان ابر کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کئے جائیں گے۔ اس دن سچی بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ اور وہ دن کافروں پر (سخت) مشکل ہوگا۔ اور جس دن (ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ

کھائے گا (اور کہے گا) کہ اے کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ رشتہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔ اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

(سورۃ الفرقان آیات ۲۵ تا ۳۰)

جناب قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وہ اچھا کہا ہے کہ کاش! آج ہم انہیں اپنا دوست نہ بناتے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر محمد سعید صدیقی ناسازئ طبع کی بنا پر گزشتہ 17th اجلاس کے دوران مورخہ ۲ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد سرور خان کاکڑ نے ناسازئ طبع کی بنا پر مورخہ ۲۶ اور ۲۹ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب سعید ہاشمی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۲۶ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد صاحب نے ملک سے باہر جانے کی وجہ سے مورخہ ۲۹ نومبر تا ۲ دسمبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ زبیدہ جلال صاحبہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر جا رہی ہیں اس لئے مورخہ ۲۹ نومبر تا ۱۵ دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر کراچی جا رہی ہیں اس لئے مورخہ ۳۰ نومبر اور یکم دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گی۔

جناب بابر خان غوری نے اطلاع دی ہے کہ وہ پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آج مورخہ ۲۹نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔جی وسیم صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): یہ جو اطلاعات ہیں کہ وزراء مصروفیات کی وجہ سے ہاؤس میں شرکت نہیں کرسکتے تو میرے خیال میں پہلی priority سینیٹ اور قومی اسمبلی ہونی چاہیے۔ میں آپ کی وساطت سے وزراء سے request کروں گا کہ اگر ان کا اسمبلی کے علاوہ کوئی بھی پروگرام ہو تو اس کو منسوخ کیا جائے اور اسمبلی اور سینیٹ میں حاضری کو یقینی بنایا جائے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب! یہ تجویز آپ کی اچھی ہے۔ نقار خانے میں طوطی والی آواز ہے، کتنی دفعہ انہیں کہا جاچکا ہے۔ جی فرمائیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! وزراء حضرات جن کا business ہوتا ہے ضرور تشریف لاتے ہیں۔ آج بھی جو concerned Ministers ہیں وہ موجود ہیں اور انشاء اللہ یہ جو ہمارے Leader of the House نے کہا ہے، اس بات میں بہت وزن ہے۔ اب تو کوئی بھی ایسی بات نہیں ہے کہ وزراء یہاں نہیں آتے بلکہ یہ سارے آئے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ یہ محتاط رہیں گے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Point of order. Abdullah Riar Sahib.

POINTS OF ORDER

RE: AN INDIAN POLITICAL LEADER DID NOT SHOW UP AT A SCHEDULED MEETING WITH PM MR. SHAUKAT AZIZ IN NEW DELHI

Senator Dr. Abdullah Riar: Mr. Chairman, I would like to draw your attention to the recent happening and I am very saddened with the effect that since December, 2001, since the incident of Indian Parliament, Pakistan and India have exchanged various CBMS and during the course of last few years, we have gone extra miles and have extended many olive branches to the neighbour. I am saddened with effect that during the recent visit of Prime Minister of Pakistan in New Delhi one of the Leader of the Indian political party did not show up at a schedule meeting with the Prime Minister and upon explanation and effort of soliciting the explanation it was revealed that he forgot the meeting. It is embarassing and I would like the Government of Pakistan and responsible Minister to submit the explanation on the floor.

Sir, I would also like to seek an explanation from the Leader of the Congress Party Mohtarma Sonia Gandhi who also did not take notice of Prime Minister's visit and his presence in New Delhi and seems like she also regretted and did not take the opportunity and did see the Prime Minister and its not helpful environment of these CBMS.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Mr. Wasim Sajjad you want to answer this?

Senator Wasim Sajjad: Sir, I had the previlige of accompanying the Prime Minister on this visit and I would like to put the

record straight. The gentleman who is being referred to is the Leader of the Communist Party and he is about ninety years of age and it is a fact that he forgot and he came the following day and he apologized. He said, yes, I thought the meeting was on the following day and because the gentleman is *a Buzurg* and old fellow, it is quite understandable. So, the meeting with the Prime Minister of this gentleman, all the members, the key members of. the Communist Party of India, was held the following day with the Prime Minister at the residence of the High Commissioner of Pakistan. As far as the meeting with Mrs. Sonia Gandhi is concerned, the meeting was never confirmed because she said I will not be in Delhi but if I am in Delhi the meeting will definitely take place. So, the reason why the meeting with Mrs. Sonia Gandhi could not take place is because already she was scheduled to be out of Delhi and she was out of Delhi. But there were a number of meetings, a meetng of the Prime Minister, with the President of India, with the Prime Minister of India with various parties of the Indian Parliament and there were several meetings sir which have all been reported and I must say that so far as the meetings are concerned, the atmosphere was very good, the meetings were held in the very constructive atmosphere and all the people that met supported the peace process which is ongoing between India and Pakistan. Of course, each one has his own point of veiw on the matters under discussion but as far as the peace process is concerned, the dialogue is concerned, I must say I have come back with an impression that all parties are anxious and desirous that this process should move forward.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Hameedullah Jan Afridi.

Re: PUBLICATION OF NAMES OF ALL THE PARLIAMENTARIANS ALONGWITH THEIR DECLEARED ASSETS IN "THE NEWS"

Senator Hameedullah Jan Afridi: Thank you very much, Mr. Chairman, I would like to draw your attention to today's news papers "The News"

جس میں Senators کے assets کا جو profarma Chief Election Commissioner کو جمع کرایا جاتا ہے وہ آیا ہے، اس میں کہا جاتا ہے کہ یہ confidential ہے وہ سب اخباروں میں چھپ چکا ہے اور اس میں کافی سینیٹروں کو ایسے تشبیہ دی ہے جیسا کہ شاید وہ بھکاری ہیں۔ جناب چیئرمین! اس میں کچھ Senators کے بچوں کے اور wife کے نام سے جو assets ہیں اس کے باقاعدہ نام اخباروں میں print ہوئے ہیں۔ سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ جان بوجھ کر چیف الیکشن کمشنر کی طرف سے انہیں خراب کرنے یا بدنام کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ I would like Mr. Chairman کہ اس مسئلے کو کسی کمیٹی میں refer کیا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ آخر یہ چیز جو confidential تھی اور جو کہ یہ اس institution کی requirement تھی اسے باہر کیوں نکالا گیا؟ اس میں، میں یہ بھی suggest کروں گا کہ انہیں بالکل اس مسئلے کی وجہ سے extension نہ دی جائے یا اگر extension دینی ہے تو اس کی پارلیمنٹ میں voting کی جائے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. It is not to be answered but Law Minsiter sahib

آپ اس پر کچھ کہیں گے؟

Mr. Muhammad Wasi Zafar (Federal Minister for Law and Justice): It is public document, open to all, it is not confidential at all

اس کی مرضی جس کو بھی دے' اس طرح ہے۔ یہ law legislate ہوا ہے کہ وہ ایک public document ہو گا اور اس کو جو مرضی چاہے inspect کر سکتا ہے اور اس کو حاصل کر سکتا ہے' it is not confidential. وہ پہلے قانون پڑھ لیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: جناب چیئرمین! اگر وہ ایک institution کو دیا جاتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہر ایک individual جائے گا تو کیا اس کو وہ دیں گے؟ Public document کا مطلب ہے کہ کوئی بھی gate کے اندر چلا جائے تو وہ اس کو وہ document دیں گے۔

Mr. Acting Chairman: You have made your point. Nisar Memon sahib.

RE: KIDNAPPING FOR RANSOM IN DISTRICT SHIKARPUR SINDH

سینیٹر نثار احمد میمن: شکریہ جناب چیئرمین! میرا point of order ایک بنیادی آئینی مسئلے پر ہے کہ آئین میں ہر پاکستانی کو تحفظ دیا گیا ہے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ سندھ میں particularly شکار پور کے area میں پچھلے چند ماہ سے کئی قبائلی جھگڑے بھی ہوئے ہیں اور اس کے بعد ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں پر minorities کو اغوا کیا جاتا ہے اور اس کے بعد چھ چھ مہینے تک پتا نہیں چلتا ہے۔ آج کی اخبار میں آیا ہے' تین نوجوان نتیش' پون اور اجیت مندر سے نکلے ہیں' اس کے بعد انہیں اغوا کیا گیا ہے۔ آج تین دن کے بعد بھی DPO کوشش کے باوجود identify نہیں کر سکے ہیں' مگر وہ ساتھ یہ ضرور کہتے ہیں کہ یہ سارے جو اغوا ہو رہے ہیں' جو لوگ کر رہے ہیں' وہ جو جھگڑے ہوتے ہیں' ان کی آڑ میں آتے ہیں اور اس کے بعد یہ اغوا ہو جاتے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے اور ہم یہ چاہیں گے کہ Interior Minister سندھ Government سے پوچھنے کے بعد ہمیں اس House میں بتائیں کہ کیا ایک خطے چاہے وہ شکار پور ہو یا سکھر ہو یا بہاولپور ہو' کے لوگوں کا تحفظ نہیں کر سکے تو حکومت کو چاہیے کہ وہاں پر سارے اقدامات کرے تا کہ ہر پاکستانی کو تحفظ مل سکے۔ Thank you.

Mr. Acting Chairman: Would you like to answer that. We have got message.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (وزیرمملکت برائے داخلہ)۔ معزز رکن نے اس واقعہ کی طرف توجہ دلائی۔ میں صرف یہی کہنا چاہوں گا کہ ہماری جو Ministry ہے، وہ سندھ Government سے پوری معلومات لے کر اس پر دیکھے گی کہ کیا کیا جا سکتا ہے اور ان کو inform بھی کریں گے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Raza Rabbani sahib.

RE: POINTING OUT OF QUORUM IN THE HOUSE AND THE BILL REGARDING RECRUITMENT PROCEDURE IN ISI

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی توجہ جمعہ کے دن کی proceedings کی طرف دلانا چاہوں گا جس میں Opposition کی quorum کی نشاندہی کے باوجود House چلایا گیا اور یہاں پر میں آپ کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو علم ہے کہ Article-55 کے تحت Constitution میں یہ بڑا واضح ہے کہ جب ایک دفعہ quorum کی نشاندہی ہو جائے تو اس وقت یا تو House کو suspend کر دیا جائے گا یا adjourn کر دیا جائے، اس وقت تک جب تک House کے اندر quorum موجود نہ ہو۔ اسی طرح اسی کو correspond کرتے ہوئے، ہمارے اپنے Rules of Procedure کے اندر بھی quorum کی نشاندہی اور اس کا طریقۂ کار دیا گیا ہے۔ سینیٹر انور بیگ اور سینیٹر فاروق نائیک نے quorum کی نشاندہی کی تو غالباً House کے اندر آٹھ members موجود تھے اور اس وقت آپ شاید leave applications پڑھ رہے تھے لیکن آپ نے ان کی بات کا notice نہیں لیا اور پھر یہ روش چلتی رہی اور جب Bill present ہوا تو اس وقت بھی House کے اندر quorum نہیں تھا۔ بہرحال، Opposition serious تھی۔ خاص طور پر ISI کے اس Bill پر بحث کرنے کے لئے اور اس ضمن میں آپ کے record پر یہ بات موجود ہے اور اس دن circulate بھی ہوا کہ Opposition کی طرف سے اس Bill کے اندر ایک amendment move کی گئی تھی۔ جس میں ہم نے یہ کہا تھا کہ اس Bill کو، پارلیمان کی ایک کمیٹی کے حوالے کیا جائے جو ان

appointments کو review کرے۔ لہذا' ہماری total seriousness تھی اس Bill پر بحث کرنے کے لئے اور اس Bill کو مکمل طور پر oppose کرنے کے لئے لیکن حسب روایت حکومت نے اس Bill کو bulldoze کیا۔ اب ہم یہ چاہیں گے اور متحدہ اپوزیشن ایک Adjournment Motion اس پر move کرے گی۔ ISI کی جو recruitment policy ہے اس کو House میں زیر بحث لایا جائے۔ ہمیں اس بات کی بھی امید ہے اور ہم اس Adjournment Motion کو file کر رہے ہیں۔ وہ چیمبر میں دوسرے Adjournment Motions کی طرح kill نہیں ہو گا اور floor پر لایا جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایڈجرنمنٹ موشن پر تو میں بعد میں بات کروں گا'

I think Leader of the House should explain the situation.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان) : جناب والا! اس دن جو معاملہ زیر بحث تھا وہ ISI میں recruitment کے بارے میں ایک legislative proposal تھا جو اس ایوان میں پیش کیا گیا۔ اس سے قبل ہماری اپنی ایک میٹنگ ہوئی تھی اور میرا خیال ہے سب نے آپ کو بتایا ہو گا کہ اس میں فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ یہ اہم بل ہے۔ اس میں مکمل بحث ہونی چاہیے۔ دونوں جانب سے بحث ہونی چاہیے اور مکمل participation ہونی چاہیے تاکہ اس کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جا سکے۔ اس دن جو واقعات ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں record پر لانا ضروری ہے کہ House کا business معمول کے مطابق چل رہا تھا' Opposition کی طرف سے درخواست کی گئی کہ نماز کا وقفہ کیا جائے۔ کچھ حضرات نے یہ بھی کہا کہ جو نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ پڑھ لے' لیکن اصرار کیا گیا کہ وقفہ کیا جائے۔ ان کے اصرار پر جناب نے وقفہ کیا اور فرمایا کہ بیس منٹ یا پندرہ منٹ' آپ نے کہا کہ اتنے بجے میں یہاں پر ہوں گا-----

Mr. Acting Chairman: "Quarter past sever ," I said

سینیٹر وسیم سجاد (قائد یوان) : اس کے بعد جناب وقت پر تشریف لے آئے اور اس وقت House میں چند صاحبان تھے اور بہت سے ان کے ممبران وہاں تھے اور ہمارے کچھ نماز پڑھ رہے تھے اور کچھ یہاں تھے۔ جناب نے leave applications پڑھنی شروع کیں جو کہ

ایک formal سی ایک کارروائی ہوتی ہے۔ جس وقت وہاں سے یہ point اٹھایا گیا تو جناب نے فرمایا کہ بھئی میں leave applications پڑھ رہا ہوں مجھے یہ پڑھنے دیں۔ اس کے بعد انور بیگ صاحب نے غالباً یہ point اٹھایا اور جب انہوں نے اصرار کیا تو گنتی کی گئی اور وہ گنتی نہ آپ نے کی نہ میں نے کی وہ staff نے کی۔ جناب نے بتایا کہ چھبیس ممبران حاضر ہیں۔ اس کے بعد شاید رضا ربانی صاحب پہلے بولے یا بعد میں بولے۔ اسفند یار ولی صاحب House میں تشریف لائے انہوں نے بھی اعتراض کیا اور انہوں نے خود گنتی کی۔ خود گنتی کرکے انہوں نے ساروں کو گن کر جب مجھ پر آئے تو چوبیس گن چکے تھے۔ اس وقت میں نے کہا کہ میں پچیس اور چیئرمین چھبیس۔ اگر اس پر اعتراض بھی ہے کہ چیئرمین کو گنا گیا تو اسفند یار صاحب خود تھے جو چھبیسویں ممبر بنتے تھے۔ پچیس کا quorum ہوتا ہے نہ بھی گنیں تو پھر بھی quorum پورا تھا۔ لہذا جس وقت Bill کو پاس کیا گیا quorum پورا تھا۔ کورم قانون اور قاعدے کے مطابق تھا۔ اس پر کوئی غلطی نہیں تھی۔ ہم چاہتے تھے کہ اس پر debate ہو۔ ہماری خواہش تھی کہ بحث ہو کیونکہ ہم چاہتے تھے کہ پارلیمنٹ کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ مختلف آراء جو ہیں وہ سامنے آئیں اور ان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے پیش کریں اور ہمارا فرض ہے کہ ان کو سنیں اور نہ صرف ہم سنیں بلکہ ہمارے ان بھائیوں کی وساطت سے پوری قوم سنے کہ بھئی اس بل پر کیا موقف ہے۔ کیوں یہ ترمیم لانا چاہتے ہیں؟ آخر ایک ترمیم جب آتی ہے یا اس قسم کی جو legislation آتی ہے اس کے پیچھے بھی ایک سوچ ہوتی ہے۔ اور وہ ایک نقطۂ نظر ہوتا ہے۔ بھئی یہ کیوں اور کیا بات ہے کہ ترمیم لانا چاہتے ہیں۔ آخر کیا بات ہے کہ ISI کی recruitment کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ جو پہلے قانون تھا اس کو واپس بحال کیا جائے۔ جس کے تحت ISI خود اس کی recruitment کرتی تھی۔ اس پر اعتراض بھی ہو سکتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اعتراض کو سامنے آنا چاہیے۔ جمہوریت ہے۔ آنا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ اعتراض کیوں ہو رہا ہے اور یہ بات بھی آنی چاہیے کہ حکومت کی جانب سے کیوں کہا جا رہا ہے کہ بھئی نہیں اس کو کریں۔ ہم چاہتے تھے کہ اس نقطۂ نظر کو ہم پیش کریں۔

میں یہ بھی record پر لانا چاہتا ہوں کہ میں نے جناب جاکر ان سے استدعا کی۔ یہ سب وہاں موجود تھے۔ میں نے کہا کہ جی آپ مہربانی کریں آپ آکر ہاؤس کی کارروائی میں حصہ

لیں۔ اس کے بعد جب first reading مکمل ہوگئی تو میں نے جناب سے یہاں سے جاتے ہوئے یہ درخواست کی کہ second reading روک لیں۔ میں اور مشاہد حسین صاحب ہم دونوں گئے اور جاکر ان سے یہ درخواست کی اور میں نے ہر ایک سے درخواست کی۔ میں نے کہا کہ جی مہربانی کرکے آئیں ہم چاہتے ہیں آپ participate کریں لیکن وہ نہیں آئے۔

پھر اگر ایک دفعہ ایک فیصلہ چیئرمین کر لیتا ہے ۔ غلط کرتا ہے، صحیح کرتا ہے اس سے قطع نظر challenge کرنے کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے۔ اور قانون، قاعدے اور ہمارے oath کے تحت اگر ایک فیصلہ چیئرمین کر لیتا ہے تو پھر ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس فیصلے کو ہم قبول کریں۔ چیئرمین کے فیصلے کو ہاؤس میں اس طرح چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

میں استدعا کروں گا کہ ہم کھلے دل سے اپوزیشن کا حق تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بولے، اپنی رائے کا اظہار کرے، participate کرے۔ ہمارا فرض ہے، ہم سنیں گے لیکن ایک چیز کی میں درخواست کرتا ہوں ہاؤس کے تقدس کو قائم رکھنے کے لیے مہربانی کرکے جو Presiding Officer ہو، آپ ہوں، چیئرمین ہو یا کوئی اور بیٹھا ہو، اس کے وقار، تقدس اور اس کی sanctity کو ملحوظ خاطر رکھیں اور ان اداروں کو قائم رکھیں جن کی وجہ سے یہ سارے ادارے قائم ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

بات کو بڑھاتے نہیں ہیں۔ .Let's try to finish it۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین صاحب! میں وسیم سجاد صاحب کی اس بات کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ وہ کم از کم یہ تو فرما رہے ہیں کہ ایک point of view Opposition کا سامنے آنا چاہیے۔ لیکن یہاں پر میں بھی دو باتیں ریکارڈ کی درستگی کے لئے کہنا لازم سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ جس وقت Bill introduce کیا گیا اس وقت House میں quorum نہیں تھا۔ یہ بات نہ صرف میں کہہ رہا ہوں بلکہ اگلے دن کے تمام تر اخبارات میں بھی یہ بات تھی کہ جس وقت Bill introduce ہوا اس وقت House quorum میں نہیں تھا۔ دوسری بات میں آپ کے سامنے یہ رکھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ درست ہے کہ وسیم سجاد صاحب اور مشاہد

حسین صاحب Opposition کی lobby کے اندر تشریف لے کر آئے لیکن ہمارا protest اس وقت اور آج بھی یہی ہے کہ جس وقت House کے اندر quorum کی نشاندہی کی گئی اس وقت قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے Presiding Officer کو یا Chairman کو bells بجانی چاہیئے تھیں، وہ انہوں نے نہیں کیا۔ لہذا ہمارا احتجاج اس وقت اس بات پر تھا اور آج بھی اس بات پر ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. The deed is done.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان) ، جب بھی quorum کا مسئلہ اٹھایا جائے اور اگر quorum پورا نہ ہو تو بات ختم ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی ایسی substantive چیز نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر quorum کا مسئلہ اٹھایا جاتا ہے اور اس کو اٹھاتے اٹھاتے اگر quorum پورا ہو جاتا ہے تو بات ختم ہو جاتی ہے۔ ضروری نہیں ہے------

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، لیکن جب quorum کی نشاندہی ہو جاتی ہے تو اس وقت چیئرمین یہ کہتے ہیں کہ take a count اور اگر count کے دوران------

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، وہ تو ہو گیا تھا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، کب ہوا؟ وہ اس وقت ہوا جب انور بیگ صاحب باہر چلے گئے۔ میں جب یہاں پر آیا اس وقت آپ نے پہلی دفعہ کہا تھا کہ take a count اور اس وقت کم سے کم ۱۰ یا ۱۲ منٹ کا وقفہ گزر چکا تھا۔

Mr. Acting Chairman: Raza, the deed is done. Let's try to resolve it out. Please sit down.

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! میں مانتی ہوں کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں صحیح یا غلط، مگر ایسی کیا آفت آ گئی تھی Opposition پر یا Treasury benches پر کہ ہم اپنی فرض نماز توڑتے ہوئے بھاگ کر یہاں پر آئے جیسے ہی ہم نے شور شرابہ سنا۔ سب سے پہلے تو ہم نے یہ کہا تھا کہ جن لوگوں نے نماز پڑھنی ہے وہ صبح تک پڑھ سکتے ہیں۔ مگر ہمارے کہنے کے باوجود آپ نے ۲۰ منٹ کے لئے وقفہ کیا۔ آپ کو پتا ہے کہ عشاء کی نماز ۲۰ سے ۲۵ منٹ میں ادا

ہوتی ہے۔ مردوں کے لئے تو آسانی ہے کہ وہ مسجد میں جاکر باجماعت نماز پڑھتے ہیں مگر ہم خواتین کے لئے ایک یا دو جائے نماز ہیں۔ جیسے ہی ہم نے نیت کی، ابھی صرف دو فرض ہی پڑھے تھے کہ ہم نے شور سنا تو ہم نے فرض نماز توڑ دی اور ہم بھاگ کر آئے۔ یہ وہاں بیٹھے رہے اور ہنستے مسکراتے رہے۔ کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ quorum پورا نہیں تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں، ان پر کوئی آفت نہیں آئی تھی ان کو صرف غصہ آیا تھا۔ I think دونوں طرف سے ہو گیا ہے۔

I sense you feel very strongly about it and you have suggested yourself.

Let's bring an adjournment motion tomorrow and then we will talk about it then you can give vent to yourself. جی پروفیسرغفور صاحب۔

RE: POISONOUS LIQUOUR KILLED 21 PERSONS AND 20 THOUSAND UMRAH PERFORMERS WAITING AT JEDDAH AIRPORT DUE TO SHORTAGE OF PIA FLIGHTS

سینیٹر پروفیسرغفور احمد: جناب چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ سندھ میں زہریلی شراب پینے سے ۲۱ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی اس طرح کے واقعات ہو چکے ہیں۔ تو میرا کہنا یہ ہے کہ آخر حکومت کے وہ لوگ کہاں گئے جو اس قسم کی چیزوں کو check کرنے کے لئے ہیں۔ اس وقت سندھ کے اندر ایسے کئی افراد موجود ہیں جو زہریلی شراب بناتے ہیں اور بیچتے بھی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے جو نہ صرف ہمارے لئے بلکہ پورے ملک کے لئے بڑی تشویشناک ہے کہ ۲۰ ہزار زائرین جو عمرہ کرنے کے لئے گئے تھے وہ جدہ میں پڑے ہیں۔ ان کے پاس پیسے ختم ہو گئے ہیں اور ان کے ویزے بھی ختم ہو گئے ہیں۔ وہ جدہ ائرپورٹ سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں۔ یہ PIA کی بڑی ناکامی ہے کہ ۲۰ ہزار افراد وہاں پڑے ہوئے ہیں اور ان سے کہا گیا ہے کہ وہ دو ہفتے کے بعد ملک واپس آ سکیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے کہنا چاہتا ہوں کہ ان دونوں امور پر غور کریں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Anybody from this side.

Yes, Enver Baig Sahib.

RE: ACCUSATION AGAINST DR. ABDUL QADEER KHAN

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman! it was reported last week in the New York Times that American CIA have accused Dr. Abdul Qadir Khan again for transfer of nuclear technology to Iran and it was carried by the Pakistani Newspapers as well. I would like to know from anybody competent on the Treasury side whether Dr. Qadir is being extradited to USA or whether he is being interrogated by the FBI or CIA in Pakistan. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

you are the closest thing کس کے پاس ہے relevance سب ہیں competent دیکھیے
can you talk about it. ڈاکٹر شہزاد to CIA

Senator Dr. Shahzad Wasim: Sir, I am not updated on the issue so, I don't make a statement. If they want any clarification, I mean after consulting the Ministry and getting all the facts, I can get back to the House.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

Senator Muhammad Enver Baig: Please ask Mushahid Hussain Syed to give a statement on it.

Mr. Acting Chairman: No, I don't think Mushahid has anything to do with it. Please sit down. Yes, Babar Sahib.

RE: HUMAN SMUGGLING

Senator Farhat Ullah Babar: Thank you Mr. Chairman,

میں آپ کی توجہ اس خبر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اومان سے 602 پاکستانیوں کو وطن واپس بھیج دیا گیا ہےکیونکہ وہ illegal immigrants تھے اور ان کو وطن بھیجتے وقت ہمارے جو Charge'-d Affaires ہیں انہوں نے یہ کہا کہ اس کھیپ کے ساتھ total 33000 پاکستانی illegal immigrants گزشتہ چار سالوں میں deport ہو چکے ہیں۔ اس سے پہلے جناب چیئرمین! اسلام آباد میں British High Commissioner Mark Loyal Grant نے یہ کہا کہ برطانوی حکومت نے حکومت پاکستان کو ایک list فراہم کی ہے جس میں important political figures اور Bureaucrats کے نام ہیں جو برطانیہ illegal human trafficking میں ملوث ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ نام بتاؤ تو انہوں نے کہا کہ diplomatic propriety یہ ہے کہ میں نام نہیں بتا سکتا۔ اس سے بھی پہلے جائیں تو سابق وزیر داخلہ نے interview میں کہا تھا کہ human smuggling ہو رہی ہے اور تین ضلعوں کے recruiting agents منڈی بہاؤالدین، گجرات اور گوجرانوالہ یہ سیاسی طور پر بڑے powerful ہیں اور ہم ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہم نے جناب چیئرمین! یہ مسئلہ پہلے بھی اٹھایا لیکن مختلف پارلیمانی instruments کے ذریعے اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ مسئلہ حکومت کے سامنے اٹھایا جائے کہ ہر ہفتے illegal immigrants پاکستان کے دوسرے ممالک سے واپس بھیجے جا رہے ہیں۔ سابق وزیر داخلہ یہ کہتے ہیں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا---

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ نے اس پر Adjournment Motion دی ہے۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر، میری Adjournment Motion کا کوئی جواب نہیں آیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اس کی wording ذرا soft رکھیں تو آ جائے گا۔

You want to answer that?

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب! یہ اچھا خاصا subject ہے۔ Human smuggling بلا شبہ ایک بہت بڑا problem ہے۔ یہ آج سے نہیں، کافی عرصے سے چلا آ رہا ہے۔ Ministry of Interior نے اس میں کافی زیادہ collective measures لیے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ کچھ ابھی آپ کو بتا دوں اور باقی جو ہماری سینیٹ کمیٹی ہے اس میں، میں چاہتا ہوں

کہ آپ اسے لے آئیں تو ہم اس پر پوری briefing دے دیں گے۔ مختصراً یہ ہے کہ machine readable passport step یہ ایک بہت بڑا concrete step ہے جس کو سب نے acknowledge بھی کیا جس کی وجہ سے definitely human smuggling میں کمی واقع ہو گی اور پاکستانی پاسپورٹ کی credibility بہتر ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ we are increasing the number of check posts and the passport offices بلوچستان کی بھی bordering belt کے اوپر تاکہ اس کو minimize کیا جائے۔ Thirdly FIA has been instructed to speed up the cases against the people who are accused to be involved in these sort of practices اس سے پہلے جناب! ایک بڑی عجیب practice چل رہی تھی کہ جو لوگ پکڑے جاتے تھے، ایک practice یہ تھی کہ جو complainant ہے اگر اس کو اس کے پیسے مل جاتے تھے تو وہ اس کے بعد evidence دینے سے انکاری ہو جاتا تھا تو ابھی یہ کیا ہے کہ آپ کو پیسے ملیں نہ ملیں جو بندہ اس کام میں involve ہے he should be taken to task یہ میں صرف آپ کو generally بتا رہا ہوں۔ باقی میرے خیال میں اور بلکہ میں خود ان کو offer کرتا ہوں کہ اس کو Standing Committee میں لے آتے ہیں تاکہ اس پر in depth briefing ہو سکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ لے آئیں Adjournment Motion, I will put it to the Committee. Dr. Brohi sahib.

RE: A SENIOR DOCTOR'S BRUTE BEHAVIOUR IN JINNAH HOSPITAL KARACHI.

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک خبر کی طرف دلاؤں گا کہ گزشتہ چند دن پہلے جناح ہسپتال میں ایک senior doctor نے ایک Deputy Director کے آفس میں جاکر اس کو گالم گلوچ دیں اور اس کو مارا پیٹا اور اس کے بعد Director کے کمرے میں گیا اور اس کو بھی گالیاں دی۔ تو مہربانی کرکے جناب چیئرمین! اس طرح کے واقعات پہلے بھی ہوئے ہیں، ان کی انکوائری کی جائے اور اس کو sort out کیا

جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کیا آپ بات کریں گے نصیر صاحب؟ Is the Health Minister here? I am afraid he is not here. Yes, I can see that.

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: جناب چیئرمین! میں repeat کر دیتا ہوں۔ چند دن پہلے جناح ہسپتال میں ایک senior doctor, Deputy Director کے کمرے میں گیا اور اس سے گالم گلوچ کی اور اس کو مارا پیٹا۔ اس کے بعد پھر جناح ہسپتال کے Director کے کمرے میں گئے اور اس کو بھی کافی گالیاں دیں۔ اس طرح کے واقعات پہلے بھی کافی ہوتے رہے ہیں۔ تو میں جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے کہوں گا کہ اس کی انکوائری کی جائے اور اس طرح کے مسائل مستقبل میں control کیا جائے اور ان کو سزا دی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سن لیا نا آپ نے، بس۔ پروفیسر صاحب۔

RE: MURDER OF A STUDENT IN WANA

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین! گزشتہ عید سے ایک روز قبل یہ خبر electronic media پر نشر ہوئی کہ وانا میں رزمک کیڈٹ کالج کا ایک نوخیز طالب علم، نوجوان طالب علم پاکستانی فوج کی گولی کا نشانہ بنا اور وہ جاں بحق ہوا۔ یہ انتہائی افسوس ناک واقعہ ہے اور یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں، اس سے پہلے بھی واقعات ہوئے ہیں۔ مطالبہ تو میرا یہی ہے کہ غیر جانبدار تحقیقات ہوں اور اس میں جو بھی ملوث پایا جائے اس کو قرار واقعی سزا ملے لیکن میں اس تحفظ کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے اس طرح کے واقعات ہوئے۔ ایک pick up پر پاکستانی فوج کے کچھ جوانوں نے گولی چلائی اور یہاں floor of the House پر جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ صاحب جو اس وقت پانی اور بجلی کے وزیر تھے انہوں نے یہ اعلان کیا کہ انکوائری کمیشن مقرر کیا گیا ہے اور اس کی رپورٹ آئے گی تو وہ رپورٹ floor پر پیش ہوگی۔ وہ رپورٹ آج تک پیش نہ ہوسکی۔ ہمیں اس کمیشن پر بھی اعتراض تھا۔ اس کمیشن کو جب بنایا گیا تو ہم جانتے تھے کہ اس کی رپورٹ کیا ہوگی لیکن جو بھی رپورٹ آئی وہ رپورٹ بھی آج تک پیش نہیں ہوسکی۔ کچھ عرصہ قبل ایک اور واقعہ ہوا کہ

وہاں ایک جرگے میں فائر ہوا-----

جناب قائم مقام چیئرمین ، یہ کتنے points of order ہیں جو ایک میں لا رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: یہ ایک ہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اس میں تو آپ بہت سارے لے آئے ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ وانا کا issue ہے۔ پروفیسر صاحب! آپ اسے کچھ زیادہ ہی لمبا کر رہے ہیں۔ اب یہ سلسلہ تو پھر چلتا رہے گا۔ تو پھر اس کے لیے آپ Adjournment Motion لائیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، اس سلسلے پر تو وعدہ ہوجاتا ہے کہ تحقیق ہوگی اور تحقیق نہیں ہوتی اور اگر ہو بھی جاتی ہے تو -------

جناب قائم مقام چیئرمین ، بس ہوگیا - You don't have to answer. Fine. مہیم خان بلوچ صاحب۔

RE. IRANIAN GOVERNMENT'S OFFER TO PROVIDE GAS AND ELECTRICITY TO SOME AREA OF BALOCHISTAN.

سینیٹر مہیم خان بلوچ، جناب چیئرمین! افغانستان اور ایران بلوچستان کی border سے ملتے ہیں۔ بلوچستان کے عوام کی خواہش ہے کہ ہمارے ملک کے افغانستان اور ایران کے ساتھ سفارتی تعلقات، تجارتی تعلقات جتنے بھی زیادہ ہوں وہ بہتر ہوگا۔ پچھلے سال ظفر اللہ جمالی صاحب تہران گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ایران حکومت کی طرف سے یہ offer ہوئی کہ پاکستان اور ایران کے درمیان ایک ارب ڈالر کی تجارت ہونی چاہیے۔ واپسی پر ہمایوں صاحب نے کہا کہ اس فیصلے پر میں دو مہینے کے اندر عملدرآمد کراؤں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، یہ point of order نہیں ہے یہ تو آپ foreign policy کی بات کر رہے ہیں۔ Please make it very short.

سینیٹر مہیم خان بلوچ، لیکن آج تک اس پر 5% عملدرآمد نہیں ہوا۔ اب دو ہفتے پہلے سیستان کے گورنر کوئٹہ آئے تھے اور وہاں بھی انہوں نے کھل کر کہا کہ ہم پاکستان کو

مجموعی اور بلوچستان کو بالخصوص gas اور بجلی فراہم کریں گے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت جو ماشکل جو خاران ضلع کی ایک بہت بڑی تحصیل ہے' border کے بالکل قریب ہے اور وہاں سے ایران کے through ان کو بجلی مل سکتی ہے۔ صرف وہاں کے 80 یا 100 گھروں کو بجلی ملی ہے' آس پاس کی تمام آبادی کو آج تک ہمارے حوالے سے نہ وہ وہاں کھمبے لگائے گئے ہیں-----

جناب قائم مقام چیئرمین : دیکھیں ! آپ اسے Adjournment Motion میں لائیں مہیم خان۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ : جب کسی حکومت کی طرف سے بلوچستان کے عوام کو جب کوئی facility ملتی ہے تو پھر ہماری حکومت کی طرف سے بھی اس کا استفادہ ہونا چاہیے۔ مہربانی۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Can we get on the business now? I think its a long business, you know. We are coming to the Resolution. Item No. 2 stands in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder. Please move the Resolution.

RESOLUTIONS

RE: ALL GOVERNMENT OFFICIALS TO REPLY THE PARLIAMENTARIANS LETTER OF INQUIRY

Senator Ch. Muhamamd Anwer Bhinder: Sir, I beg to move that the Government should issue instructions to all the Secretaries of the Federal Ministries and the Institutions under the control of the Federal Government that every letter, representation or a note sent by a member of the Parliament to an official of the Government should be replied in writing by the concerned official to the member of the Parliament stating

therein the action taken by him in that behalf.

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب شیر افگن صاحب کچھ بولنا چاہیں گے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی جناب گزارش ہے کہ آپ اس پر discussion کرالیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہی کرا رہا ہوں میں۔ بھنڈر صاحب بولیں۔

*سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: میں نے جو Resolution ابھی ابھی آپ کے سامنے پڑھا ہے اس سے واضح ہے کہ میرا کیا مفہوم ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت پاکستان اپنی تمام Ministries کو ایک ہدایت جاری کرے کہ تمام سیکرٹیری صاحبان، تمام وہ اہلکاران جو حکومت پاکستان کے ماتحت کام کر رہے ہیں اگر ان کو کوئی representation کسی Member of the Parliament کی طرف سے جائے یا کوئی شکایت جائے یا کوئی چٹھی لکھی جائے تو وہ کم از کم اس کا جواب ضرور دے کہ انہوں نے اس پر کیا action لیا اور اس پر کیا کارروائی کی۔ اس لیے عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ جو بھی representations حکومت کے عمائدین کی طرف جاتی ہے ان کا کوئی جواب موصول نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوامی شکایات یا عوامی مطالبات جو public representatives کی طرف سے حکومت کے پاس جاتی ہیں وہ درخور اعتناء تو کجا ان کا جواب تک بھی نہیں دیا جاتا اور وہ public grievances ہوتی ہیں جناب والا! اور ان میں ہر ایک representation میں یا ہر ایک کسی complaint میں public اور عوام کے تاثرات اور عوام کی شکایات اور عوام کی تکالیف کی نشان دہی کی جاتی ہے اور اس نشان دہی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں نہ صرف action لیا جائے بلکہ کم از کم اس کا response تو کیا جائے ہوسکتا ہے جناب والا! وہ جو شکایات ہیں ان کے نزدیک ان کی پذیرائی نہ ہو، یا ان پر عمل درآمد نہ کیا جاسکتا ہو یا factually وہ جو respresentations کی گئی ہوں وہ درست نہ ہوں لیکن کم از کم ہم لوگ جو سینیٹ میں بیٹھے ہیں یا جو National Assembly میں بیٹھے ہیں اگر عوام کی تکلیف کے بارے میں کوئی بھی representataion کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف ہمارا حق ہے بلکہ ان اہلکاران کا اور ان سیکریٹری

صاحبان کا اور ان لوگوں کا جو حکومت کے ماتحت کام کر رہے ہیں ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کے متعلق اس public representatives کو آگاہ کریں تاکہ وہ عوام میں اس کے متعلق بتا سکیں یا ان کو satisfy کر سکیں کہ یہ معاملہ اس طرح سے ہو جائے گا یا معاملہ نہیں ہو سکتا لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کوئی جواب تک نہیں دیا جاتا۔

میں آپ کو ایک واقعہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ ہم House of Commons میں ایک Seminar میں شامل تھے۔ Seminar ہو رہا تھا کہ ایک Member of the Parliament اور اس کی constituency اور constitutents ان کا کیسے رابطہ ہوتا ہے اور ان کا کیا تعلق ہونا چاہیے اور ان کے مسائل کس طرح حل ہونا چاہئیں تو اس پر discussion ہوئی۔ Discussion کے دوران ایک ان سے بہت Senior Member of the Parliament آئے ہوئے تھے جو ہمیں address کر رہے تھے۔ ان سے میں نے یہ پوچھا کہ اگر ایک public representative کی طرف سے ایک letter لکھا جاتا ہے تو ان کے ہاں کیا طریقۂ کار ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ ہماری constituency میں لوگ ہمیں represent کرتے ہیں۔ ہمارے offices مقرر ہیں' ہمارا عملہ موجود ہے جو public کی grievances اور representations آتی ہیں وہ ہم concerned Secretary اور concerned officials کو بھیجتے ہیں اور وہاں سے ہمیں جو جواب آتا ہے وہ ہم اس شخص کو بھیج دیتے ہیں کہ بھئی آپ کی grievance یا آپ کی جو شکایات ہیں ان کے متعلق حکومت کا موقف یہ ہے۔ میں نے ان سے ایک سوال کیا کہ وہ اگر آپ کو جواب نہ دے پھر کیسے کام چلتا ہے کیونکہ ہم لوگوں کے ہاں تو public representatives کے پاس لوگ دن رات آتے ہیں' شکایات لاتے ہیں اور بہت ساری ایسی شکایات ہوتی ہیں جو آگے convey ہوتی ہیں۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ یہاں تک ہے کہ public representative کو چھوٹے چھوٹے دفاتر میں بھی جانا پڑتا ہے۔ اصولی طور پر یہ بات درست نہیں ہے' constitutionally درست نہیں ہے۔ بعض اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہم اپنا status قائم رکھیں۔ چھوٹے افسروں کے پاس نہ جائیں لیکن public grievances کا pressure اتنا ہوتا ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے افسر کے پاس بھی ایک representative کو جانا پڑتا ہے۔ پاکستان میں یہ روایت ہے کہ نہ صرف اسے

خط لکھے بلکہ اس کے پاس خود جائے ۔ عام دفاتر میں یہ صورت حال چلی ہوئی ہے۔ بہرحال میری اس بات کا جواب اس نے یہ دیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اگر ہمارے ایک member of the Parlaiment کی ایک چٹھی کسی سیکرٹری یا کسی official کو جائے تو وہ اسے respond نہ کرے، یہ ممکن ہی نہیں ہے اور یہ out of question ہے کہ اس کا جواب نہ آئے۔ انہوں نے بتایا کہ اس کا جواب پندرہ دن میں آتا ہے اور ہم اس جواب کو متعلقہ representative کو convey کر دیتے ہیں ۔ جناب والا! وہاں ایک constituent کا طریقہ کار یہ ہے، ایک representative کا طریقہ کار ہے جو اس وقت وہاں ایک بہترین democracy میں چل رہا ہے لیکن ہمارے ہاں صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کو گورنمنٹ بھی جواب دہ ہے اور جو گورنمنٹ کے اہل کار ہیں، گورنمنٹ کے جو officials ہیں، وہ بھی اسی طرح جواب دہ ہیں اور یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ یہ طریقہ کار اپنایا جائے۔

جناب والا! ہم وزراء صاحبان کو کیوں اتنا زیادہ تنگ کرتے ہیں، وہ اس لیے کہ ہماری شنوائی نیچے نہیں ہوتی ہے۔ ہمیں کوئی respond نہیں کرتا ۔ چونکہ وزراء صاحبان ہمارے پاس بیٹھتے ہیں، ہمارے پاس آتے ہیں، ہمیں ان سے easy دسترس ہے، اس لیے ہم بار بار انہیں تنگ کرتے ہیں لیکن اگر یہ صورت حال بن جائے اور یہ directions جاری ہوں اور اس پر عمل درآمد ہو، اگر ہماری representation کا جواب انہیں دینا پڑے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے عوامی مسائل حل ہوں گے اس لیے یہ ضروری ہے کہ یہ instructions جاری کی جائیں۔ میں نے یہ instructions جاری کروانے کے لیے یہ قرار داد پیش کی ہے اور میں ایوان سے التماس کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے اور حکومت یہ instruction سختی سے جاری کرے کہ ہر representation اور ہر grievance کا public representative کو response دیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ ہاؤس یہ Resolution منظور فرمائے گا۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Bhinder Sahib. Anybody would like to speak? Ranjha Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: سب سے پہلے تو میں آپ کی وساطت سے بھنڈر صاحب کا

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس point کو raise کیا ہے۔ جناب والا! میں اس میں صرف ایک point کا اضافہ کروں گا اور request کروں گا کہ اس میں تھوڑی سی ترمیم کی جائے۔ یہ مسئلہ اس لیے لاحق ہوا ہے کہ ہمارا ایک national mindset ہے کہ ہم خط کا جواب دینے کے عادی نہیں ہیں۔ محض instructions issue کرنا کافی نہیں ہوگا۔ میری بھنڈر صاحب سے گزارش ہے کہ اس میں تھوڑی سی یوں ترمیم کر دیں کہ ایک تو اس میں یہ ہو کہ خط وہ ہوگا جس میں public کی شکایت عیاں ہو۔ دوسرا اس میں ایک time limit مقرر کر دیں کہ اتنے دورانیہ کے دوران متعلقہ ادارہ جواب دینے کا پابند ہوگا اور تیسرا یہ کریں کہ جب وہ جواب دیں تو اس میں یہ چیز واضح ہو کہ .he has applied his mind اگر mind application نہ ہو اور صرف یہ کہہ دیں کہ ہاں جی! آپ کا خط وصول ہوا .sorry, no action is warranted .That is not enough اس میں چھوٹی بات جو گزارش کرنا چاہوں گا اگر آپ اس میں کوئی قدغن نہ لگائیں تو یہ instructions بالکل بے معنی ہوں گی۔ ہونا یہ چاہیے کہ if any Secretary is found having failed to comply with it, it would entailed disciplinary action under Civil Servant Act. تو محض instructions جاری کر دینا کافی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ directory ہے۔ unless a penal clause is attached to it. اور یہ چار چیزیں جو ہیں اس میں

1. It sould be public grievance.

2. That is attended to within a specific time.

3. It should reflect the application of mind and the lastly, non compliance of this instruction would entail a disciplinary action under Civil Servant Act.

اس وقت تک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ میں بھنڈر صاحب سے request کروں گا کہ اس کو تھوڑا سا ترمیم کر لیں .and give it teeth شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: .Thank you عبدالرزاق صاحب۔

سینیٹر عبدالرزاق تھہیم (وفاقی وزیر برائے لوکل گورنمنٹ): I support the resolution but جیسے رانجھا صاحب نے کہا کہ اس میں time limit نہیں ہے۔ کبھی جواب دیتے ہیں، کبھی نہیں دیتے تو میں بھی بھنڈر صاحب سے عرض کرونگا کہ اسی میں دو لفظ as early as possible or within reasonable time ڈال دیں کہ کوئی جواب تو آ جائے۔ ویسے تو اس کی مرضی ہے جواب دے یا نہ دے۔ Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Anybody would like to speak.

ہاں آپ بولیے please۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: میں ان کو second کرتی ہوں۔ میرا اپنا بھی یہ تجربہ ہے کہ جن لوگوں کو اپنے Letter Head پر اور پورا کیس بھی ساتھ بھیجا پھر reminder بھیجا، اس کے بعد بھی کوئی جواب نہیں آیا۔ تو جناب! میں بھی یہی گزارش کروں گی کہ اس قراداد پر ضرور عمل ہونا چاہیے اور میری بھی یہ درخواست ہے کہ جس وقت ہم خط لکھتے ہیں ہمیں ایک نوٹس موصول ہو جائے کہ ہمیں یہ مل گیا ہے۔ اس کے بعد پندرہ دن سے چھ ہفتے کا وقت مقرر کر لیا جائے کیونکہ بعض cases کے لیے ذرا زیادہ وقت چاہیے ہوتا ہے تو اس وقت تک جواب ضرور دے دیا جائے۔ پھر دوبارہ یا تیسری دفعہ جب approach کیا جاتا ہے تو بس یہ کہہ دیا جاتاہے کہ جی ابھی تو ہمیں خط ملا ہی نہیں تو پہلے خط پر فوراً ہی ہمیں یہ رسید مل جائے کہ ہمیں یہ letter موصول ہو گیا ہے اور اس کے بعد پندرہ دن سے لے کر چھ ہفتے تک کا time بڑھا دیا جائے مگر اس قرارداد کو ضرور منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you, پروفیسر صاحب، آپ بولیں گے؟ بولیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب! میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں، لیکن میری گزارش یہ ہے کہ وزراء صاحبان سے تو ہماری ملاقات سال میں نوے دن ہوتی ہے، اگر ہم کوئی خط وزراء صاحبان کو لکھیں تو کیا اس کاجواب بھی مل جاتا ہے، میرا تجربہ اس کے برعکس ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ تو آپ نے سوال پوچھ لیا۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جی میں نے بتایا ہے کہ اس میں منسٹروں کا نام بھی لکھا جائے کہ وہ بھی جواب دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا' چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: Thank you very much sir, میں بھی اس قرارداد کی حمایت کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرا جیسا کہ بھنڈر صاحب اور رانجھا صاحب نے کہا ہے کہ نمائندے کی عزت ہونی چاہیے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی بنیادی چیز ہے ہر جگہ نمائندوں کی عزت ہوتی ہے اور ہونی چاہیے چونکہ یہ چھ سات لاکھ آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں مگر میں نے جہاں تک دیکھا ہے کہ جواب دینا تو درکنار ایک سترہ' اٹھارہ گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے وہ بھی ٹیلیفون پر اپنے PA سے کہلواتا ہے کہ وہ میٹنگ میں ہیں۔ دوسری طرف سے سینیٹر یا ایم این اے بولتا ہے تو اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ ہم اگر چاہیں بھی تو ان کا PA یا PS خود ہی ٹرخا دیتا ہے' وہ خود line پر آنا ہی نہیں چاہتا' ان کے ذہن میں MNA یا Senator کی اتنی بھی respect نہیں ہے کہ وہ line پر آ کر خود بات کرے کہ یہ ضروری ہے یا نہیں یا ہم کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔ تو اس قسم کی بہت ساری قباحتیں ہیں جو نمائندوں کو humiliate کرتی ہیں in the eyes of انتظامیہ اور اگر کسی بڑے آفیسر کو بھی کہا جائے تو اس کو بھی کوئی پزیرائی نہیں ملتی اور صرف نظر کرتے ہیں۔ It is a routine work یہ سارا آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ انتظامیہ اور بیوروکریسی کی نظر میں نمائندوں کی قطعاً کوئی عزت نہیں ہے that must be restored یہ جمہوری عمل کا حصہ ہے اور جمہوریت کی تقویت کے لیے' ان کی عزت کے لیے کارروائی کی جانی بہت ضروری ہے اس لئے میں بڑے پرزور الفاظ سے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you, anybody else.

آپ بولیں گی؟ بولیں تنویر خالد صاحبہ۔ ذرا مائیک کے اندر بولیں' آواز نہیں آ رہی' اب تو آپ کی سیٹ بھی آگے آ گئی ہے۔

سینیٹر تنویر خالد: اس سلسلے میں' میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بڑی حد تک یہ صحیح ہو گا

کہ جب Ministers کو کوئی خط لکھا جاتا ہے تو اس کا جواب نہیں آتا لیکن میں نہیں سمجھتی کہ 100 per cent لوگ یا Ministers ایسے ہی ہوتے ہیں۔ میرا تجربہ تھوڑا سا برعکس ہے اور اتفاق سے very recently میں نے جنرل جاوید اشرف قاضی کو کسی سلسلے میں فون کیا تھا he was not present at that time in the office but after that ان کے PA نے میرا نام لکھا یا ان کو اطلاع پہنچائی، فوراً ان کا جواب آیا، فون کال آئی and he talked to me, I appreciate that تو ہر فرد کے اوپر یا ہر وزیر کے اوپر یہ لگا دینا، ایک جیسا behaviour تو نہیں ہوتا ہے generally ایسا ہوتا ہو گا لیکن اچھا بھی ہوتا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Bhinder Sahib would you like to amend this thing?

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Yes Sir, I recommend amendments made by my learned brother Dr. Khalid Ranjha and he would be moving that and I have no objection if that is carried by the House.

Mr. Acting Chairman: Alright.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I beg to move sir, that at the end of the resolution the words 'within 21 days' may be added.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ باقاعدہ طور پر rule ہے - Rule 125 shall be suspended under Rule 236. جناب والا! یہ باقاعدہ طور پر move کریں تاکہ it should be a legal one. Rule 125 کے تحت amendment کے لیے تین دن کا notice دینا پڑتا ہے Rule 125 & 124 کو through کرنے کے لیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب! وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کو تین دن کا نوٹس چاہیے میرا خیال ہے we can do something about it.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): جناب والا! اس کا راستہ ہے۔

Ordinarily the notice of an amendment shall be given two clear days before the day on which the resolution is to be taken up for consideration. If notice of an amendment has not been given two days before the day on which it is moved, any member may object to the moving of the amendment and thereupon the objection shall prevail unless the Chairman, in his discretion, allows the amendment to be moved.

چونکہ سب کو اس پر اتفاق ہے، آپ اس کو allow کر سکتے ہیں۔ یہ راستہ ہے۔

Mr. Acting Chairman: It is allowed. Please move it.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I beg to move after the word "official" in this resolution and before the word "two" the words "within 21 days" be added sir.

Mr. Acting Chairman: I put it to the House.

(The amendment is embodied)

جناب قائم مقام چیئرمین: اب اس پر کوئی منسٹر بولیں گے۔ فرمائیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! پارلیمانی نظام کو چونکہ ہم نے interruption سے لیا ہے۔ یہ تو شروع سے ہو جانا چاہیے تھا اور تمام مہذب ممالک میں یہ روایات ہیں، جہاں پر پارلیمانی نظام ہے وہاں پر اس کی ایک advance phase بھی ہے جو بعد میں میں گزارش کروں گا کہ اگر کوئی آنریبل ممبر اگر لانا چاہے۔ یہ تو ایک طریقہ کار وضع کردہ ہے کہ اس کا اگر کوئی public importance کا matter ہو وہ اس کو لکھ کر بھیجے اور اس کا جواب فیڈرل سیکرٹیری دے اور اس کے ساتھ ہی ایک کاپی اس ڈویژن کو جائے گی اور Minister concerned کو۔ طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کوئی اس قسم کا مسئلہ ہوتا ہے تو Federal Secretary will reply back to the member اور اس کے بعد اگر کوئی قانونی

طور پر hinderance ہو تو باقاعدہ وہ لکھ کر دے گا کہ قانون یہ اجازت نہیں دیتا۔ پہلے وہ منسٹر کو بھی inform کرے گا اور منسٹر بھی اس آنریبل ممبر کو یہ وضاحت کرے گا کہ یہ صورت حال ہے اس لیے Federal Secretary will bring in his notice as well اور یہ بہت اچھی بات ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہم یہاں کر رہے ہیں۔بقیہ دنیا میں اور خصوصی طور پر انڈیا میں، میں نے دیکھا کہ شروع سے انہوں نے یہ process inject کیا اور اس طریقۂ کار سے پارلیمنٹ کے ارکان کی وہاں پر بڑی عزت ہے اور عوامی مسائل کے حوالے سے انہیں جانا ہی نہیں پڑتا بلکہ خطوط کے حوالے سے بھی یہ کافی redressal ہو جاتی ہے ۔ اس سے آگے بھی ایک stage آئے گی کہ اگر پارلیمنٹ کا کوئی ممبر کسی فیڈرل سیکرٹیری سے ملنا چاہتا ہے تو اس میں بھی ہے اور وہ بھی چیز یہاں آ جاتی تو much better ۔ اس کے لیے وہ باقاعدہ خود time فوری طور پر مقرر کرتا ہے اگر کوئی رکن اسمبلی یا سینیٹر وہاں جانا چاہے تو اس کے بعد he waits for that, he does not allocate that time for anybody else and for any other business اس کے بعد وہ وہاں پر موجود ہوتا ہے ۔ جب رکن وہاں تشریف لے جاتا ہے تو وہ اس کو receive کرتا ہے اور courtesy کے تحت اگر کوئی ممبر یہ چاہتا ہے کہ کوئی چیز ہو جائے اور قانوناً نہیں ہو سکتی یا اس کے ambit سے باہر ہے تو وہ بڑی humbly اس کو refuse نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ میں منسٹر صاحب سے consult کروں گا اور منسٹر کے نوٹس میں لاتا ہے۔ اسی طریقۂ کار سے پھر باقاعدہ طور پر ممبر صاحب کو مطلع کیا جاتا ہے اور خصوصی طور پر منسٹرز بھی بتاتے ہیں اور فیڈرل سیکرٹیریز بھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا step ہے جو پہلی دفعہ لیا گیا ہے اور time factor میں جو amendment لائی گئی ہے۔ یہ بھی ایک اچھی چیز ہے۔ کیونکہ ہم ان چیزوں کے عادی نہیں ہیں ورنہ تو روایات میں ہے کہ اگر پہلے سے یہ سسٹم جاری ہوتا تو اس میں وقت مقرر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ جب کسی معزز رکن کا کوئی خط جاتا ہے اس میں صحیح چیز جو وہ کر سکتے تھے ہوتی تو کر کے ضرور بھیجتے لیکن ہمیں یہ قدغن اس لیے لگانی پڑتی ہیں کہ ہم روایات شناسا نہیں ہیں۔ میں کسی معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ وہ یہ چیز بھی move فرمائیں کہ ملاقات کی صورت میں what will be the procedure adopetd by the Federal Secretary or somebody اگر اب بھی آپ

resolution لائیں میں اس کی داد دیتا ہوں کہ بھنڈر صاحب ہمارے بزرگ رکن ہیں اور انہوں نے یہ بڑی اچھی resolution کی صورت میں لائے ہیں اور ہماری استدعا ہے کہ ہم سب اسے متفقہ طور پر پاس کریں۔

Mr. Acting Chairman: I now put the resolution as amended before the House. It has been moved that the government should issue instructions to all the Secretaries or the Federal Ministries and the Institutions under the control of the Federal Government that every letter, representation or a note sent by a Member of the Parliament to an official of the Government should be replied in writing by the concerned official within 51 days

51 days یہاں پر لکھا ہوا ہے۔ آئے گا 21 days, O.k will come whithin

21 days to the Member of the Parliament stating therein the action taken by him in his behalf.

(The resolution as amended stands passed unanimously)

Mr. Acting Chairman: Next resolution stands in the name of Mian Raza Rabbani. Mian Rabbani please move the resolution.

RE: NO BANNER, HOARDING OR DISPLAY OF ANY KIND BE AFFIXED ON THE PARLIAMENT BUILDING AND PARLIAMENT LODGES

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you. Sir, I beg to move that the Senate resolves that no banner, hoarding or display of any kind by any individual/persons/ institutions, whether Government or private, shall be affixed on the Parliament Building, Parliament Lodges and their

outer parameters.

Mr. Acting Chairman: Please make your s >each.

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): میں بہت مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمان کی جو بلڈنگ ہے اور پارلیمان کی جو precsincts ہیں ان کا اپنا ایک تقدس ہے اور وہ تقدس میری نظر میں اس وقت پامال ہوتا ہے جب آپ کسی قسم کی banners یا hoardings ان کے اوپر لگائیں۔ یہ sacrosanct institutions ہیں اور sacrosanct presincts ہیں جن کے اوپر کسی قسم کا banner یا hoarding علاوہ اس کے کہ اس کا تعلق پارلیمان سے خود نہ ہو اس کو نہیں لگنا چاہیے۔ لیکن یہاں پر ہم نے یہ دیکھا ہے کہ بالخصوص جو پارلیمنٹ کا جو outer parameter ہے وہاں پر آئے دن کوئی نہ کوئی banner یا hoarding لگی ہوتی ہے اور اب آخر میں تو اس حد تک دیکھنے میں آیا کہ کچھ دفعہ کچھ چھوٹے چھوٹے اشتہار کے بینرز بھی وہاں پر لگے ہوئے ہیں جس سے میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمان کی تضحیک ہوتی ہے لہذا یہ resolution میں نے اس لئے move کی اور مجھے امید ہے کہ اس کو حکومتی بنچوں سے support ملے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): شکریہ جناب چیئرمین! رضا ربانی صاحب نے ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ پارلیمنٹ کا جو وقار ہے' تقدس ہے جس پر اگر کسی کا اختیار بنتا ہے تو چیئرمین سینیٹ کا بنتا ہے یا اسپیکر نیشنل اسمبلی کا بنتا ہے۔ ہماری جو حدود ہیں' چاہے وہ ہاؤس کے اندر یعنی ایوان کے اندر کوئی کارروائی ہونی ہے یا ایوان کی جو حدود ہیں جن کو ہم precincts کہتے ہیں اس کے اندر کچھ بھی ہونا ہوتا ہے تو بغیر چیئرمین کے یا سپیکر کی مرضی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ جو بلڈنگ ہے اس کی ایک اپنی sacrosanctity یعنی اور privileges بھی ہوتے ہیں مثلاً یہاں پر کوئی نوٹس serve نہیں ہوسکتا جب تک اسپیکر یا چیئرمین کی اجازت نہ ہو۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ اس کو کوئی special status دینا۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان حدود کی ایک خاص sacrosanctity ہے اس

کی ایک خاص حیثیت ہے۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ بہت سارے institutions میں کئی دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ہم فلاں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ فلاں ایسوسی ایشن کا سیکریٹری بن گیا ہے یا فلاں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اس نے کچھ اور کام کیا ہے تو یہ پارلیمنٹ کی حدود یا پارلیمنٹ کے جو parameters ہوتے ہیں یہ اس مقصد کے لئے نہیں ہوتے ۔ لیکن کئی دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کے اندر کوئی visiting dignitory یعنی Head of State یا Head of Government آتے ہیں تو ان حالات میں شاید یہ مناسب ہو کہ اس قسم کی اجازت دے دی جائے کیونکہ یہ ہمارے ملک کی اور ہماری hospitality ہے۔ ہمارے ملک میں ایک خاص culture ہے ہم اپنے مہمانوں کو جو خصوصاً ایک Head of State ہیں یا Head of Government آتے ہیں' ان کو خیرمقدم کرتے ہیں۔ جب پارلیمنٹ کے کسی face پر اگر اس قسم کی چیز لگ جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کو well come کرنے میں پارلیمنٹ بھی شامل ہے ۔ لیکن وہ بھی اس صورت میں ہونا چاہئیے کہ چیئرمین یا سپیکر اس کی اجازت دے ۔تو میں رضا ربانی صاحب سے صرف یہ درخواست کروں گا کہ اس متن سے ہم بالکل اتفاق کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی انہوں نے نشاندہی کی ہے یہ پارلیمنٹ کے وقار میں ہوگا کہ اس کو ہم پاس کریں ۔ صرف یہ ترمیم اگر یہ قبول کرلیں کہ آخر میں لکھا جائے except to well come visiting Heads of State or Government with the permission of the Chairman Senate or Speaker National Assembly تو اس کو اگر قبول کرلیں۔ میرے خیال میں یہ بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، رضا صاحب ٹھیک ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani(Leader of the Opposition): I have no objection to this amendment.

Mr. Acting Chairman: How would you word it Wasim Sahib or just put it into the House so that we carry it straightaway.

جی ڈار صاحب بڑی دیر سے دیکھ رہے ہیں اور آئے بھی بڑی دور سے ہیں ۔ وہ میں بعد میں آپ

سے کہوں گا let them finish because it's concerned mostly I think with CDA

as you know. ترمیم کی بات کر رہے ہیں آپ؟

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم۔ اس کو اگر further دیکھ لیا جائے کہ بجائے اس کو restrict کریں for Head of State کیونکہ جناب چودہ اگست کا occasion آجاتا ہے یا کوئی ایسا دن بھی آجاتا ہے تو اس کو اگر ہم اس طرح کرلیں کہ until and unless permitted by the Speaker of the National Assembly or the Chairman Senate rather than restict it to the .....

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی اسحاق ڈار صاحب۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Thank you Mr. Chairman, sir, while supporting the resolution moved from Mian Raza Rabbani, and I in principle agree what the Leader of the House has suggested. Sir, I request that the scope of the buildings to which the ban should apply, be extended not only to Parliament and Lodges but also to all state buildings in the Federal Capital because we have seen time and again that various sort of banners are put on various federal institutions, buildings in Islamabad. So, if like CBR there are so many buildings on the Constitution Avenue. It gives the bad impression so, I think the scope of this ban is extended not only to the Parliament or Lodges but also to all state building in the Federal Capital, number 1. No. 2 sir, I in principle disagree with the Minister of State who is suggesting that it should be with the approval, then sir there is virtually no ban. I think let there be the adoption of the amendment by the Leader of the House and the scope I request that it should be considered the scope would be extended to all

State buildings in the Federal Capital.Thank you.

Senator Wasim Sajjad(Leader of the House): Mr. Chairman, the statement made by Mr. Ishaq Dar I have just one submission to make that we are now dealing with a particular subject which is we want to preserve the sanctity of the Parliament. That in to this context that I think we are all agreed if the honourable Senator who is to move the resolution. Let him bring it separately so we can have a debate on it and considering all the circumstances to voice our opinion on it. But, I think on this particular issue because it is concerned with Parliament, Building of Parliament, Parliament Lodges, let there be a separate self contained resolution to deal with this matter.......

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب اس کے لئے ایک separate بنا دیں۔ جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani(Leader of the Opposition): I have no objection to move the amendment that the honourable Leader of the House has moved but I would not go long with the amendment proposed by the Minister of State for Interior for the simple reason that it will open the floodgates and it would nullify the very purpose and intent of this resolution.

Mr. Acting Chairman: This is your amendment.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: اگر یہ ہم سپیکر اور چیئرمین سینیٹ کی صوابدید پر چھوڑ دیں کہ وہ allow کرتے ہیں یا نہیں، ان کو بھی پارلیمنٹ کی بلڈنگ کی sanctity کا اتنا ہی خیال ہے جتنا کہ members کو ہے اور وہ Houses کو represent کرتے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: Let's debate on it.

Senator Asfandyar Wali: I have a suggestion.

جناب قائم مقام چیئرمین: اسفند یار ولی صاحب بولیں۔

سینیٹر اسفند یار ولی: اگر ہم میاں صاحب سے یہ request کرلیں کہ جو amendment Leader of the House نے دی ہے وہ amendment بھی ساتھ ہو اور ساتھ ہی آپ 14 اگست اور 23 مارچ کے دنوں کا بھی اسی میں add کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Add کر دیں، can you please ask somebody ذرا لکھ کر دے دیں۔ to write it down and give me.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): جناب! اس کی language اس طرح کر لیتے ہیں، ایک تو amendment یہ ہوگی

"Except to welcome visiting Heads of State or Government with the permission of the Chairman or Speaker, National Assembly, provided that the above resolution shall not be applicable to 14th of August and 23rd of March."

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: اس میں national days بھی شامل کرلیں۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): نہیں، وہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں یہ بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ So, I put the amendment to the House.

(The Amendment was unanimously adopted)

Mr. Acting Chairman: Any other speaker on this subject? Chattha Sahib.

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اس پر مجھے خوشی ہوئی ہے کہ بڑا اچھا resolution ہے

لیکن میں ان سے گزارش کروں گا کہ اسے صرف پارلیمنٹ لاجز یا پارلیمنٹ بلڈنگ کے ساتھ محدود نہ کیا جائے، اگر یہ throughout the country ہو جائے تو بہتر ہے اور ساتھ ساتھ جو amendment منسٹر صاحب نے کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بڑی valid اور meaningful ہے کہ اس میں national days and national heroes کی پذیرائی، صفت یا ان کی بہتری کے لیے کوئی کلمات اس میں لکھے جائیں تو that should also be accepted and excluded from this resolution.

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ ابھی کہا ہے کہ اس کے لیے آپ ڈار صاحب سے مل لیں، اچھا ہے اور پھر ایک نیا resolution لے آئیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: دوسرا یہ ہے کہ wall chalking جو کہ پہلے ہی سارے ملک میں بند ہے، بڑے غلط قسم کے، بڑے فضول قسم کے الفاظ لکھے ہوتے ہیں، اس پر بھی کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا۔ لہذا اسے اخلاق کے اندر رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ فضول قسم کے banners اور فضول قسم کی wall chalking کو روکا جائے اور جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی واضح پالیسی ہے ان کے مطابق اس پر عمل ہونا چاہیے۔ اس پر کھلی چھٹی نہیں دینی چاہیے۔ یہ جو banners پر لکھتے ہیں کہ ہم ممنون ہیں فلاں کے وزیر بنانے پر، سیکریٹری بنانے پر، اس میں غلامانہ اور نہایت خوشامدانہ سی ذہنیت نظر آتی ہے it should also be snubbed. یہ humiliated وغیرہ ہے۔ اسے روکنا چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: We have agreed with Chattha sahib, bring separate resolulation. Anybody else would like to speak? Nisar Memon sahib.

Senator Nisar Ahmed Memon: Instead of restricting it to the 23rd March and 14th August, a word "National Holidays, National Celebration" be included. If the mover of the resolution is agreed then we call it the National Holidays or National events.

Senator Asfandyar Wali: Can I have a second sir?

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل .you have five seconds

Senator Asfandyar Wali: Sir, you have already moved the amendment, a amendment has already been approved unanimously by the House.

Mr. Acting Chairman: If somebody wants to speak, if he like talking, let him talk. This is a place to come here to speak, everybody speaks.

جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! resolution ابھی as amended approve نہیں ہوا اس لیے ممبر صاحبان------

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے تو ابھی ووٹ لے لیا تھا' شاید آپ نہیں تھے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! آپ نے amendment پر لیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں! میں نے amendment پر لیا ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: ابھی ہاؤس نے amendment approve کی ہے' ابھی resolution as amended pass نہیں کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی تو منسٹر صاحب بھی نہیں بولے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! اسی لیے میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹھیک ہے ہم نے اس resolution کو support کیا ہے اور ہم support کرتے ہیں' بڑا اچھا resolution ہے لیکن صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی implementation آپ نے کرانی ہے۔

Mr. Acting Chairman: I did not want to say it, I have done it,

on at least ten occasions

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ سارے premises آپ کے control میں ہیں' آپ نے اس کی implementation کرانی ہے۔ اگر CDA نہیں بھی کرتی تو بھی جناب والا! ہمارا یہ فرض ہے کہ یہ resolution جس طرح سے pass ہوئی ہے' اس پر عملدر آمد اسی طرح سے ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ pass ہو گا' ابھی ہوا نہیں ہے۔ بھنڈر صاحب!

not less then ten times, I had the things removed but CDA was very helpful, they had been removed.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: Yes sir, helpful ہو' اس کی implimentation ہونی چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: Anybody would like to speak?

نگہت آغا صاحبہ! سنا ہے کہ آپ بولنے والی تھیں' آپ نے ہاتھ اٹھایا' بول لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا: ان لوگوں نے بہت کچھ بولا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ بھی تھوڑا سا بول لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا: بات یہ ہے کہ جتنے بھی banners nearby یہاں پر ہیں یا lodges میں ہیں

looks like a pastry shop, it is derogatory for the Senate Building or Parliament Building to have those banners. So, they should be absolutely banned, no leaf at this way or that way, absolutely banning should be there. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Sher Afgan sahib, we are all ears for you.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! اب resolution اپنی صحیح حالت میں

ہے' اچھی بات ہے۔ اس طریقہ کار سے یہ جو صورت حال گزشتہ دنوں میں رہی ہے' وہ دور ہو جائے گی اور آپ کمانڈر ہیں اور اس Parliament کے بھی کمانڈر ہیں' آپ نے execution کرائی ہے۔ Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much, I am doing it. I now put the Resolution as amended before the House. It has been moved that:-

"The Senate resolves that no banner, hoarding or displa. of any kind by any individual/persons/institutions, whether Government or private, shall be affixed on the Parliament Building, Parliament Lodges and their outer parameters."

(The Resolution was passed unanimously)

Mr. Acting Chairman: Next resolution stands in the name of Mr. Farhatullah Babar, please move the resolution.

Senator Farhatullah Babar: Sir, I beg to move the following resolution:-

جناب قائم مقام چیئرمین، آج کوئی نماز پر نہیں جا رہا۔

سینیٹر وسیم سجاد: یہ جو amendment move کی تھی کہ

except to welcome visiting the Heads of State or Government with permission of the Chairman or the Speaker is provided and not apply to the 14th August and 23rd March. یہ جناب! add کر دیں۔

Mr. Acting Chairman: That has been done.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): یہ ذرا note کر لیں۔

Mr. Acting Chairman: Noted, noted. Please, proceed.

Senator FarhaTullah Babar: Mr. Chairman! I beg to move the following resolution:-

"This House recommends that the Frontier Crimes Regulation (FCR) as administered in the tribal areas be reviewed forthwith."

Mr. Acting Chairman: Please, go ahead with it, explain it.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! پاکستان کے جو قبائلی علاقہ جات ہیں جسے FATA کہتے ہیں، یہ آئین کے Article-1 کی رو سے پاکستان کا حصہ ہیں، آئین کا جو پہلا Article ہے، وہ tribal areas کو پاکستان کا حصہ declare کرتا ہے اور آئین کے Article-8 کے تحت کوئی بھی ایسا قانون یا مروجہ طریقۂ کار جو قانون کا درجہ رکھتا ہو، وہ بنیادی حقوق سے متصادم نہیں ہو سکتا لیکن Frontier Crimes Regulation جو tribal areas میں لاگو ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جس میں نہ appeal ہے، نہ وکیل ہے، نہ دلیل ہے، اس چیز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے اندر ایسے کئی draconian clauses ہیں جیسے ایک clause ہے۔ Clause this is called collective responsibility جس کے تحت جرم کسی ایک نے کیا ہوتا ہے اور اس کے تمام قبیلے کے افراد کو، اس کے تمام رشتے داروں کو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے تحت دو، دو اور تین، تین سال کے بچوں کو بھی جیل بھیجا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! پچھلے دنوں Senate کی Human Rights Committee میں جب یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو اس وقت صوبہ سرحد کے FATA کے امور کے Secretary Security نے یہ کھل کر، واضح طور پر کہا کہ that Political Agent جو دو یا تین سال کے بچوں کو under the Collective Responsibility Clause جیل بھیجے گا he will be out of his mind تو ہم نے پھر یہ بات مزید pursue اس لیے نہیں کی کہ اس نے بڑی واضح assurance دے دی تھی۔ ہم نے ان کو اخبارات کی cutting دی تھی جن میں کہا گیا

تھا کہ ان میں دو، دو تین، تین سال کے بچے بھی گرفتار ہیں۔ ان کی اس assurance کے بعد ہم نے صوبہ سرحد کے آئی جی جیل خانہ جات سے ایک list منگوائی اور جناب چیئرمین! میں یہ list آپ کے توسط سے House کے official record پر رکھوں گا۔ اس میں تمام صوبہ سرحد کی جیلوں میں جو لوگ ایف سی آر کے تحت قید ہیں ان کے نام اور پتے دیے ہیں۔ جس پولیٹیکل ایجنٹ نے یہ حکم جاری کیا ہے یا اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ نے اس کا designation دیا ہے اور اس list میں there are 17 children جو دو سال سے نو سال کی عمر میں ان کو بھی ایف سی آر کے تحت جیل بھیجا گیا ہے۔ اسی FCR میں ایک اور clause ہے کہ گھروں کو مسمار کرتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ اسرائیل تو کرتا ہے۔ اسرائیل کے بعد پاکستان دوسرا ملک ہے جس میں ایف سی آر کے تحت گھروں کو بھی مسمار کرنے کی اجازت ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اجازت ہی ہے صرف۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: ہوا ہے جی اور ہوتا بھی ہے۔ صرف اجازت ہی نہیں۔ یہ ایف سی آر کسی زمانے میں صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں بھی لاگو تھا۔ بعد میں یہ ایف سی آر صوبہ سرحد اور بلوچستان سے ختم کیا گیا۔ انصاف کے بنیادی تقاضے بالکل اس ایف سی آر سے پورے نہیں ہوتے۔ مثلاً ملزم کو گرفتاری کی وجوہات بتانا۔ اور ملزم جب تک مجرم ثابت نہ ہو اسے بے گناہ تصور کرنا۔ آزادانہ طور پر مقدمہ چلانا، defence کا حق دینا۔ Due process of Law کو observe کرنا اور ملزم کو cross examination کا حق دینا یہ تمام چیزیں ایف سی آر میں بالکل نہیں ہیں۔ اسی طرح اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کی بھی ذمہ داری ملزم پر ہے اور استغاثہ پر یہ نہیں ہے، پولیٹیکل ایجنٹ پر یہ نہیں ہے کہ وہ اسے مجرم ثابت کرے۔

میری اس ایوان سے گزارش یہ ہے کہ جو ایف سی آر ہے پاکستان کے آئین کے آرٹیکل چار کے خلاف ہے۔ جس کے تحت ہر شخص کا حق ہے کہ اس کے ساتھ قانون کے تحت برتاؤ ہو۔ ایف سی آر قانون نہیں ہے۔ اس لیے یہ آرٹیکل چار آئین کی خلاف ورزی ہے یہ آئین کے آرٹیکل ۱۳ کی بھی خلاف ورزی ہے جو guarantee کرتا ہے protection against double punishment and self incrimination آئین کے آرٹیکل ۱۴ کے خلاف ہے۔ جو

inviolability of dignity of man and prohibition of torture کرتا ہے ensure

protection of اور یہ آئین کے آرٹیکل ۲۴ کے خلاف ہے جو for extracting evidence

equality of دیتا ہے اور یہ آئین کے آرٹیکل ۲۵ کے بھی خلاف ہے جو property rights

citizens guarantee کرتا ہے۔ اس لیے جناب چیئرمین! میری اس ایوان سے استدعا ہوگی

کہ وہ یہ resolution adopt کرے کہ اس ایف سی آر کو thoroughly review کیا جائے

اور اس کے اندر ایسے clauses جو بنیادی حقوق سے اور آئین سے متصادم ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اسفند یار ولی صاحب۔

سینیٹر اسفند یار ولی، شکریہ جناب چیئرمین! یہاں اکثر ساتھیوں کو پتا بھی نہیں کہ ایف سی آر ہے کیا۔ کیا اس کے حالات ہیں۔ ابھی یہاں بیٹھے بیٹھے مجھ سے ایک صاحب پوچھ رہے تھے کہ کیا ایف سی آر میں یہ اختیار بھی ہے' یہ اختیار بھی ہے۔

جناب! ایف سی آر ایک ایسی عجیب چیز ہے جہاں پولیٹیکل ایجنٹ یا اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ جو ہوتا ہے اس کے پاس بالکل زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے کا اپنی اپنی ایجنسی میں اختیار ہوتا ہے۔ اور عجیب مسئلہ یہ ہے جناب! جو فیصلہ یا سزا وہ دیتا ہے ماسوائے ایک appeal کے جو کمشنر کے پاس جاتی ہے باقی کسی کو کسی court of law میں اپیل کا حق بھی نہیں ہے۔ آپ بھی جناب اس علاقے کے ہیں۔ آپ کو بھی پتا ہے کتنی مرتبہ وہ misuse ہوا۔ وہ جیسے I think it was Nepolian, who said "power corrupts and absolute power corrupts absolutely", that is what is happening in FATA.

جناب چیئرمین! میں آپ کی اور اس House کی توجہ آج ایک نکتہ پر دلانا چاہوں گا کہ ابھی جو وزیرستان میں ہوا it is a part of official record کہ لوگوں کے گھروں سے ان کی خواتین اور ان کے بچوں کو اٹھا کر FCR کے تحت ان کو detain کیا گیا۔ یہ بھی ریکارڈ کا ایک حصہ ہے کہ وانا میں FCR کے تحت markets demolish کی گئیں۔ پورے وزیرستان میں ڈیرے demolish کیے گئے۔ اب انصاف کیسا ہے؟ میں نے اگر ایک گناہ کیا تو اس کی

سزا کا میں ذمہ دار ہوں۔ اس کی سزا مجھے دی جائے لیکن جب تم میرے گھر کو bulldoze کرتے ہو۔ What is the fault of my children? اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں۔ ایک بندے کی ۷۰ دکانوں کی ایک مارکیٹ کو صرف اس وجہ سے bulldoze کیا گیا کہ اسے کہا گیا کہ تیری مارکیٹ کے سامنے ایک mine تھا جو پھٹا۔ اب ہزار مرتبہ وہ بندہ یہ شور مچائے کہ میں پاگل تو نہیں اگر میں نے mine لگانا تھا تو بھی اپنی مارکیٹ کے سامنے نہیں لگانا تھا۔ اب

these are issues. They violate the Constitution I agree with Farhatullah Babar, because the basic human rights are being violated. Therefore, my request to you and through you to the House would be that please review this. Not saying all FCR is bad. Every document has it's good and it's bad aspects. Now, this was the document that was drawn up by British Imperialism while they were governing India. There should be a difference today when we live in an independent state of Pakistan. Let the people feel the difference. The people in FATA today do not feel the difference,

کیونکہ انگریز نے اتنے دور سے آکر جو قانون لوگوں کے لیے بنائے آج وہی قانون، draconian قانون اٹھا کر ہم فاٹا کو دے رہے ہیں۔ That is all I have to say.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Let us hear the tribal area.

حمید اللہ جان نے بڑی دیر سے ہاتھ اٹھایا ہوا ہے۔

Senator Hameedullah Jan Afridi: Mr Chairman, thank you very much.

سب سے پہلے تو میں فرحت اللہ بابر صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ جنہوں نے فاٹا کے بارے میں یہ resolution move کی۔ ہمیں خود بھی اور باہر کے لوگوں کو عجیب سا لگتا ہوگا کہ ۲۱ ویں صدی ہے اور پاکستان کے ایک کونے میں ابھی تک late 1800 کا قانون چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس میں کافی ایسی چیزیں ہیں جس طرح اسفندیار ولی صاحب اور فرحت اللہ بابر صاحب نے آپ کو examples دیں۔ اب اس FCR میں amendments کرنا time کی ضرورت بن چکی ہے۔ Territorial responsibility کا جس طرح انہوں نے بتایا کہ پہلے ایسے ہوتا تھا کہ ایک ایک sub tribe میں تقریباً ہزار دو ہزار بندے ہوتے تھے۔ اس وجہ سے اگر کسی sub tribe پر combined action کر بھی لیتے تو کوئی زیادہ مسئلہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ کسی نہ کسی طریقے سے inter link ہوتے تھے۔ اب population کا یہ حال ہے کہ ایک ایک sub tribe ۶۰، ۷۰ ہزار لوگوں پر مشتمل ہے۔ اب ان کی آبادی اتنی بڑھ گئی ہے۔ اب ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ ان کو پتا بھی نہیں ہوتا کہ جس آدمی نے غلطی کی ہے وہ میرا عزیز یا رشتہ دار ہے بھی یا نہیں ہے لیکن FCR کی وجہ سے اس کو وہ سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ اسی FCR کی وجہ سے ہمارے علاقے ترقی نہیں کر پا رہے ہیں۔ Industrial zones کے لئے ہمارے ہاں موزوں areas موجود ہیں لیکن صرف ان FCRs کی وجہ سے وہاں پر کوئی industrial zone نہیں بن سکا۔ Sub tribe کا کوئی آدمی کوئی غلطی کرے تو ہو سکتا ہے کہ جو factory owner ہے next day اس کی factory بند ہو گی اور اس کو وہاں چلانے نہیں دیں گے۔ Major transport، دکانیں اور کاروبار totally بند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس resolution کو ہم support کرتے ہیں اور request کرتے ہیں کہ اس میں لوگوں کی مشاورت سے جو ادھر بنیادی طور پر رہتے ہیں ان کی بھلائی کی کوئی ایسی amendment کی جائے اور یہ بھی request کرتے ہیں کہ ادھر جو بند کمرے میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کی suggestions پر نہ جایا جائے کیونکہ ان کو ٹھیک کرنے کی بجائے الٹے اس کو اور خراب کر دیں گے اور غلط کر دیں گے۔ اس میں positive amendments کر دیں جس سے Government کو بھی کوئی تکلیف نہ ہو اور لوگوں کا بھی رہن سہن بہتر ہو جائے۔ اس لیے اس resolution کو support کرتے ہیں اور request کرتے ہیں کہ اس میں کچھ نہ کچھ کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر محمد ساعد صاحب۔

Senator Dr. Muhammad Said: *Bismillaher Rahmaner Raheem*. Mr. Chairman! I would like to say in the very beginning that I support this resolution. This resolution is about a colonial legacy. It was introduced in 1901 on the recommendation of the then Viceroy of India, Lord Curzon. The language used in this regulation is absolutely humiliating. It is insulting and also abnoxious. It says sir, that this is a regulation for the supression of crimes in Pathan and Baloch tribes. This is in conflict with the basic rights given in our Constitution. I would like to refer to a few sections of this particular regulation. There is the concept of what they call it collective crimes and collective fines. Anybody who is found to have committed a crime in a tribe by a single person, the whole of his tribe is punished for it. This is the concept of the collective responsibility and collective fine Sir, if a tribe or a section of it is found acting in a hostile or unfriendly manner towards the British Government then the Political Agent has the right to arrest all members of the tribe, confiscate their property whether the property is in the tribal area or whether it is in a settled district. The Political Agent can also prohibit the communication of any person within the tribe and also outside the tribe. Section 34 says that buildings that are used by bad characters shall be demolished and no compensation will be paid for it. Also there is the Section 31 which says that no hamlet, no village habitation, or tower shall be constructed unless previous sanction is obtained from the Commissioner of the British India. Also Section 32

says that Political Agent has the power to direct the removal of villages within five miles of the Frontier of British India. Section 33 says that no *Hujra* or buildings are to be built without the previous sanction of the Political Agent. Sir, these are all outdated laws. This is something to do with the colonial period and if anybody who visits the tribal area, he will notice that we are still living in a colonial period, Queen Victoria is still living, perhaps Lord Curzon is still the Viceroy of undivided India. The only thing that is missing is the Union Jack on the buildings. Therefore, I would strongly support the resolution that FCR should be immediately reviewed. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Anybody from the Treasury Benches? Last is Raza Muhammad Raza.

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس لیے کہ ہمارے فاضل اراکین جب بھی tribal area یا وسطی پشتونخواہ ----

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ پاکستان کی بات کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب! ٹھیک ہے۔ اس میں یہ ہے کہ پاکستان کے آئین کا وہاں پر ایک خصوصی اطلاق ہوتا ہے۔ وہاں کے علاقوں کی آزادانہ حیثیت ہے اور ایسی آزادانہ حیثیت تو ریاست سوات اور دیر کی بھی ہے اور ایسی آزادانہ حیثیت تو بعض ایسے علاقوں کی جو provincially administerd areas تھے ان کی بھی تھی۔ اس وقت بھی ایسے نیک نیت لوگوں نے انسانی حقوق کے نام پر قانون کی حکمرانی کی ہے۔ FCR کے قوانین بڑے کالے ہیں اور بڑے ظالمانہ ہیں لیکن جناب! ہوا یہ کہ ان چیزوں کے نام پر وہ جو آزادانہ حیثیت تھی ان کا خاتمہ ہو گیا۔ اب سوات کے لوگوں سے پوچھا جائے تو وہ یہی مطالبہ کریں گے کہ اس دور کے قوانین، جتنے بھی کالے قوانین ہیں، وہ واپس لائے جائیں۔ اب بھی ان علاقوں میں آپ جائیں

جہاں ان کا خاتمہ ہوا، وہ خاتمہ ایسے نظام کے تحت ہوا کہ لوگوں کے بنیادی انسانی حقوق اس آزادانہ حیثیت میں رہتے ہوئے محفوظ نہیں رہے۔ تو اس کے لیے جناب! یہ بات صحیح ہے کہ FCR کے قوانین میں بعض چیزیں بڑی کالی ہیں اور انسانی حقوق کے خلاف ہیں لیکن اس وقت تک ان کو نہ چھیڑا جائے جب تک یہ، جس کو آپ FATA کہتے ہیں، Tribal area کہتے ہیں، ان کے لیے منتخب جرگہ نہ ہو، ایسا جرگہ جس کو عدالتی، انتظامی اور قانونی اختیارات ہوں اور باقی ادارے اگر وہ آزادی کی قیمت پر رہے ہیں۔ ہم تو جناب! دودھ کے جلے ہوئے ہیں اسی لیے چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتے ہیں ورنہ فرحت اللہ صاحب کو آکر کون سمجھائے کہ اب سوات والوں سے پوچھیں کہ ان کو وکیل پسند ہے، وسیم سجاد صاحب پسند ہیں یا وہ جرگہ پسند ہے جو والد صاحب دیا کرتے تھے۔ اب ژوب والوں سے آپ پوچھیں، ڈیرہ بگٹی اور نوشکی والوں سے پوچھیں۔ جناب! ہمیں اپنی آزادانہ حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے کہتے ہیں اور آپ کے ذہن میں ہو کہ ایسے آئین کے Articles ہیں 246, 247 جن کا اطلاق نہیں ہوتا ہے آپ کے پارلیمنٹ کے Act کا، اس لیے کہ ان کی آزادانہ مخصوص حیثیت ہے۔ ورنہ ایک پشتون territory ہے۔ اب خان صاحب کا پشاور ہے اور چارسدہ ہے اور محمود خان اچکزئی کے گلستان کی اور position ہے لیکن کیوں وانا، چترال، پارہ چنار اور ژوب کی الگ position ہے؟ وہ اس لیے کہ ایک آزادانہ حیثیت تھی اور اس کے خاتمے کے لیے بتدریج اقدامات اٹھائے گئے۔ ہمیں نہیں چاہییں ایسے قوانین جو اس علاقے کی آزادانہ حیثیت کا خاتمہ کریں اور اس آزادانہ حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کے آئین کے articles کا احترام کرتے ہوئے وہاں پر ایسی اصلاحات لائی جائیں کہ وہاں کے منتخب جرگے کو اختیار دیا جائے۔ ہر Agency کا منتخب جرگہ ہو اور پھر ان کا مشترک ہو اور اس منتخب جرگے کی یہ حیثیت ہو کہ قانون سازی، عدالتی اور انتظامی اختیارات رکھتے ہوئے گورنر نہ صرف ان کا وفادار ہو، حکمران ہو بلکہ ان کا elected ہو یا پھر جو ہمارے وفاق کے نمائندے ہیں ان کی برابر کی حیثیت ہو۔

ابھی جو وانا کی صورتحال تھی وہی جو انگریز کی collective responsibility تھی، اس کا حکومت نے غلط استعمال کیا۔ اب وہاں پر آپ نے خارجی، ہزاروں کی تعداد میں دہشت گردوں کو جمع کیا ہے اور collective responsibility کی تشریح تھی کہ اگر کوئی حمیداللہ

آفریدی کے قبیلے کا شخص خلاف ورزی کرتا ہے تو حمید اللہ کا قبیلہ پابند ہے لیکن حکومت والوں نے، شوکت سلطان صاحب نے collective responsibility کا اطلاق اس انداز میں کیا کہ وہ اسامہ پکڑے جبکہ اسامہ کو وہ خود نہیں پکڑ سکتا، ہزاروں مسلح لوگ تھے ادھر، وہ responsibility نہیں آتی ہے، اس پر collectivere sponsibility کا اطلاق نہیں ہوتا ورنہ جرگہ کے نظام میں بڑی خوبیاں ہیں، اچھی اچھی چیزیں ہیں، ان کو جدید عصر کے مطابق کیا جائے۔ سوات کے تجربے کو دیکھتے ہوئے جناب! یاری سے بچنے کے لیے اب ہمیں نالے کے پاس نہیں بٹھایا جائے۔ بات یہ ہے کہ ہم نہیں چاہیں گے کہ ایسے قوانین بنائے جائیں جو آزادانہ حیثیت کا خاتمہ کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس مخصوص صورتحال کو دیکھتے ہوئے وہاں پر آئین سازی اور قانون سازی کی جائے گی اور اس اختیار کو منتقل کیا جائے گا منتخب، elected جرگے کو۔ یہ میری گزارشات ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ عبداللہ ریاڑ صاحب۔

Senator Dr. Abdullah Riar: Thank you, Mr. Chairman! I am thankful for my colleague Farhatullah Babar for bringing up this issue and I strongly support the Resolution and I would like to add into it. The observations of my friend Raza Muhammad Raza are also meritorious. It is sad to know at this time and this day and age, we are living in a society where the draconian laws of the British legacy are still prevalent and are operative, sad to know that the collective crime responsibility is an order of the day in Tribal Areas. It is also uncalled for the arbitrary authority of the political agent and the extent and the scope of the political agent and his powers are mind boggling. I also am disturbed with the fact that no right of appeal against the norms of the current order. The handpicked

political 'jirga' is also something that is of a concern Besides mentioning the details of the FCR which are under application as a law in the Tribal Areas, top of it in the enlightened moderation of the current wave that we are witnessing, the freedom of information that we have, we should bring all these laws to the conformity of the Pakistan Penal Code as well as all the UN human rights governance must be in conformity with the FCR and the amendments should be made with the consensus and the participation of the elected leadership in the tribal areas and our friends sitting here, as well as in the National Assembly and may be even the consensus evovlved from the elders in the tribal agencies should also be included in the final amendments into it.

The observation made by my friend about Articles 246 and 247 forbiding the Parliament of enacting any act in this regard, I think according to those articles still President's directives and President's permission and participation of the Parliament can be a way to add into the amendments. I thank you for giving me the opportunity.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Chatta Sahib.

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ، جناب! میں اس سلسلے میں فرحت اللہ بابر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بہت ساری pictures سامنے رکھیں اور پھر اسفند یار ولی صاحب نے ان pictures کو depict کیا وہ یقیناً بڑی ظالمانہ اور آمرانہ لگتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس سے زیادہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کو repeat کیے بغیر میں یہ چاہوں گا کہ اگر یہ Assistant Political Agent کے آمرانہ تسلط سے انہیں نجات دلانے کے لیے اور ان کے صحیح rights and privileges دینے کے لیے اگر یہ مناسب ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ

that should be part of the ہے tribal area جو FATA یا کہ چاہیے آئی amendment

province اور سارے قوانین اور privileges جو دوسرے صوبوں کے شہریوں کو حاصل ہیں وہ ان لوگوں کو بھی حاصل ہونے چاہئیں' اس میں اپیل بھی ہونا چاہیے' انصاف بھی ہونا چاہیے اور انہیں اس ظالمانہ تسلط سے آزادی ملنی چاہیے۔ یہ colonial اور بڑے جابرانہ سے قوانین ہیں۔ ٹھیک ہے کہ FCR اپنے tradition کے مطابق ہے لیکن اب اٹھارویں صدی سے باہر نکل کر موجود حالات کے مطابق ہی انصاف کا حصول اور برابری کی ان کی عزت اور ان کی شنوائی ہونی چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں انہیں صوبائی اسمبلی میں بھی لانا چاہیے اور صوبے کی حدود میں بھی لانا چاہیے۔ صرف ایک Assistant Political Agent ہی ان کا خدا نہ بنا رہے بلکہ یہ خود اپنے صوابدیدی اختیار کے مطابق اپنے حقوق ' اپنی عزت اور اپنے اقتدار کی خود نگرانی کرنے کا انہیں اہل سمجھنا چاہیے اور وہ اہلیت انہیں دی جانی چاہیے۔

ہمیں چاہیے کہ سارا کچھ نکال کر انہیں directly صوبہ سرحد یا بلوچستان کا حصہ بنا دیا جائے تاکہ یہ ان سارے privileges اور سارے ان فوائد اور ساری سہولتوں سے فیضیاب ہوسکیں اور یہ آمرانہ اور ظالمانہ قوانین جو اٹھارویں صدی کے قوانین ہیں it should be removed and it should be eliminated sir. In this respect I support the Resolution sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Syed Muhammad Hussain Sahib.

سینیٹر سید محمد حسین، شکریہ' جناب چیئرمین! چالیس FCR انگریز صرف اور صرف پٹھان اور بلوچوں کی آواز حق کو دبانے کے لیے لائے تھے لیکن دنیا کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی اور وہی کالے قوانین' ظالمانہ قوانین اب تک ہم پر مسلط ہیں اور اسی کے ہم شکار ہو رہے ہیں۔ چند دن پہلے کی بات ہے ایک قومی معاملہ پر Political Agent نے ایک 65 سالہ شخص کو پکڑا۔ میں نے یہاں سے فون کیا کہ 65 سالہ شخص کو اپنے ذاتی معاملہ کے علاوہ قومی معاملے میں جیل میں ڈالا ہے۔ یہ ایک بڑی زیادتی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ اس کی عمر 45 سال ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کے بندے اس کا بیٹا میرے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اس

کی عمر چالیس سال ہے اور پانچ سال کی عمر میں اس کا بیٹا کیسے پیدا ہو گیا؟

جناب قائم مقام چیئرمین: ذرا مشکل ہے۔

سینیٹر سید محمد حسین: میرا مطالبہ ہے کہ 40-FCR کو ختم کیا جائے۔ یہ 40-FCR, FATA کا پورا قانون نہیں ہے' اس کی صرف ایک شق ہے' ایک دفعہ ہے۔ اس کی جگہ وہاں کے لوگوں کی دلوں کی آواز ہے یعنی قرآن اور سنت کے قوانین کو لایا جائے اور یہ وہاں نافذ کیے جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ ملک اجمل صاحب۔

سینیٹر محمد اجمل خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ چونکہ میں FATA سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس لئے لازمی ہے کہ میں اس پر کچھ کہوں۔ FCR کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے اور میرے کچھ دوستوں کو پتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں لینے کے دینے پڑ جائیں۔ جیسے مالاکنڈ اور سوات میں ہوا ہے۔ وہ لوگ خوش نہیں ہیں۔ ان کا طریقہ کار بھی یہی تھا۔ جو قرار داد فرحت اللہ بابر صاحب نے پیش کی ہے we agree to that. مگر اس میں ایک چیز add کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ حکومت کرتی ہے یا یہ House کرتا ہے' اس کے بارے میں میرے معزز اراکین نے اپنی اپنی آراء دی ہیں مگر یہ آراء ایسی ہیں کہ کسی نے کہیں سے پڑھا ہے یا کسی سے سنی سنائی بات کی ہے لیکن اصل لوگ ہم ہیں جو وہاں رہتے ہیں۔ اس میں amendment لانا بہت ضروری ہے لیکن FCR کو ختم کرنا' یہ میرا خیال ہے کہ وہاں کے عوام کے ساتھ نا انصافی ہوگی۔ ایسا کرتے وقت اس area کے لوگوں کو ضرور consult کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انہوں نے لکھا ہے کہ "review"

سینیٹر محمد اجمل خان: جی' review لکھا ہے۔ اس میں ضروری amendments لائی جائیں۔ جیسے Section 40-FCR ہے۔ یہ ایک section ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ حکومت اس کام پر لگی ہوئی ہے اور کچھ amendments لا رہی ہے۔ تاہم میں جو points raise کرنا چاہتا ہوں' وہ یہ ہیں کہ ان لوگوں کو یا FATA سے تعلق رکھنے والے

representatives کو involve کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دوسرے صوبے سے تعلق رکھنے والے ممبران اس پر بات کریں مگر وہاں کے رہنے والے ممبروں سے پوچھا بھی نہ جائے۔ ہمیں پوچھا جانا چاہیے کہ آیا ہم اس FCR کے تحت وہاں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اس کے بارے میں فیصلہ کرنا ہمارا حق ہے۔ میری صرف یہی گزارش ہے کہ we should be consulted whenever اس کا کوئی فیصلہ ہوتا ہے یا اس کے بارے میں حکومت جو بھی فیصلہ کرنا چاہتی ہے، اس میں tribal elders کو ضرور involve کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر مراد علی۔

سینیٹر سید مراد علی شاہ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ جناب والا! پاکستان ایک ملک ہے اور اس کے آئین کا تمام جگہوں پر اطلاق ہونا چاہیے۔ Tribal Area جو ہے، it was not a part of the British India. انہوں نے خود یہاں accede کیا ہے اور پاکستان میں اپنی مرضی سے شامل ہوئے ہیں۔ اس لیے انہیں وہ تمام حقوق ملنے چاہئیں جو پاکستان کے عوام کو حاصل ہیں۔ ان کو right of appeal ملنا چاہیے اور کم از کم judiciary کے پاس انہیں جانا چاہیے۔ اس وقت جو صورت حال ہے اور جو بابر صاحب نے کہا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے۔اس میں tribal elders کی consultation ہونی چاہیے۔لیکن اس میں بڑا فرق ہے۔ Tribal Area میں اس وقت کچھ لوگ مخالف ہیں اور جلوس نکالتے ہیں یا جلسے کرتے ہیں اور وہاں پر یہ بمباری کرتے ہیں۔ گھروں کو مسمار کردیتے ہیں اور چھوٹے بچوں کو قید کرتے ہیں۔ اگر یہی حالت راجہ بازار میں یا انارکلی میں ہو تو کیا آپ یہاں بمباری کریں گے؟ یہ تو سب اس وجہ سے ہے کہ وہاں کالا قانون ہے۔ یہ علاقہ ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ سے Tribal Area رہا ہے۔ اس کو Terra-incognito کہتے ہیں، ایک ایسی territory جہاں حکومت کی cognition نہیں ہوتی ہے اور تمام حکومتوں، مغلوں، اس سے پہلے افغانوں یعنی سب نے اس کو اسی حیثیت میں رکھا ہے۔ اب اس پر بمباری کرنا، وہاں کے بچوں کو قید کرنا اور ان کے گھر مسمار کرنا، یہ ظلم ہے، زیادتی ہے اور اس سے پاکستان کو نقصان ہوگا۔ پاکستان کی integrity کو نقصان ہوگا۔ اس لیے وہاں کے لوگوں کو، وہاں جو بھی قوانین ہوں، ان کے تحت judiciary کے پاس جانے، سپریم

کورٹ کے پاس جانے کا حق نہیں دیا جائے اور ان لوگوں کی ایک اسمبلی ہونی چاہیے' وہاں باقاعدہ الیکشن ہونا چاہیے' یہ نہیں کہ گورنر صاحب کسی کو appoint کر دیں' یہ ملک ہے' یہ فلانا ہے اور یہ قانون دے گا' یہ بالکل غلط ہے۔ They should be treated as human beings, as citizens of Pakistan ایک citizen اور دوسرے citizen میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔ اس وقت ان پر بمباری ہو رہی ہے' گھر مسمار کیے جا رہے ہیں' ان کو شر پسند کہتے ہیں' کبھی یہ گالی دیتے ہیں اور اس کا already damage بڑا ہوا ہے۔ دہشت گرد یا جو بھی ہیں ان کا اتنا نقصان نہیں ہوا ہے نہ ان کی casualty ہوئی ہے۔ عام جو قبائلی ہے اس کا نقصان ہوا ہے اس کا مداوا کیا ہو گا؟ اس کے پاس کیا طریقہ ہے کہ وہ ادھر جائے؟ اس لیے اس قانون کو ختم کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Rind Sahib

آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ No I am not winding up فوزیہ فخر الزمان صاحبہ آپ بڑی دیر سے' اس کے بعد professer.

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، شکریہ' جناب چیئرمین! ہم سب بابر صاحب کی تائید کرتے ہیں۔ آپ خود سوچیے کہ بیس پچیس سال پہلے جب وہ لوگ آکر وہاں آباد ہوئے تھے تو ان لوگوں نے آپس میں رشتے کیے تھے اور اس وقت ان کے بارہ بارہ بچوں کے باپ ہیں تو بوڑھے نانا کس طرح ان کو پیش کردیں جب مانگا جاتا ہے اور آدھے سے زیادہ ان میں بے قصور ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ issue تو کچھ' FCR پر بات ہو رہی ہے آپ تو terrorist کی بات کر رہی ہیں۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان: جی میں وانا والوں کی بات کر رہی ہوں کہ وہاں جب یہ سب کچھ ہوتا ہے تو آدھے بے قصور بھی ساتھ پس جاتے ہیں تو اس کا واقعی کوئی قانون ہونا چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

کون سا پروفیسر پہلے اٹھے گا؟ کوئی اٹھ جائے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ FCR ایک چیز ہے اور tribal system دوسری چیز ہے۔ ان دونوں میں differenciation ہونا چاہیے۔ رضا محمد رضا صاحب نے بالکل درست نشاندہی کی کہ آئین کے آرٹیکل 246 اور 247 جن میں Tribal Areas کی تفصیل بھی دی گئی ہے اور Tribal Areas کی administration بھی ہے۔ میں یہاں سے صرف تین clauses آپ کی اجازت سے پڑھ کر سنانا چاہوں گا جس سے Tribal System بالکل واضح ہو جائے گا اس کے بعد پھر FCR پر چند گزارشات عرض کرونگا۔ یہ Article 247 کی Clause 4 ہے۔

Notwithstanding anything contained in the Constitution the President may with respect to any matter within the legislative competence of Majles-e-Shoora , Parliament and the Governor of a province with the prior approval of the President., may with respect to any matter within the legislative competence of the Provincial Assembly , make regulations for the peace and good governance of the Provincially Administered Tribal Areas or any part thereof situated in the province.

اس کے بعد پھر Article 6, Clause 5th ہے۔

Notwithstanding anything contained in the Constitution the President may with respect to any matter make regulations for the peace and good governance of a Federally Administered Tribal Areas or any part thereof.

اور یہی Clause ہے جس کے تحت FCR کو Trible Areas کا regulation بنا دیا گیا ہے اور FCR کے ذریعے سے وہاں کا انتظام چلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر Clause 7 ہے۔

Neither the Supreme Court nor the High Court shall exercise any

jurisdiction under the Constitution in relation to a tribal area unless Majles-e-Shoora, Parliament by law otherwise provides.

یہ اصل میں Tribal Areas کی constitutional position ہے اور اس کو بھی review کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے اس قراداد سے مکمل اتفاق ہے اور جیسے آپ نے ایک فاضل دوست کے اس پر point out کیا کہ اس میں review ہے اور اس لحاظ سے بالکل بہت اچھے الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے کہ نہ صرف FCR بلکہ پورے Tribal System کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت President اور Governor ان کو اختیار ہے اور جیسا کہ یہاں پر بات کی گئی کہ وہاں کے elders صرف elder کو اور chosen by the Governor or Political Agent نہیں ہونے چاہئیں بلکہ وہاں کے لوگوں کے منتخب افراد' اس وقت پارلیمنٹ میں' سینیٹ اور قومی اسمبلی میں وہاں کے منتخب افراد موجود ہیں اور یہ خوش قسمتی ہے' اچھی بات ہے کہ یہ direct vote سے elect ہو کر آئے ہیں اور انہی افراد پرمشتمل ایک کمیٹی اگر بنا دی جائے تو مجھے یقین ہے کہ یہ وہاں کے لئے بہترین نظام وضع کر سکیں گے۔

آئین میں amendment کرنے کی ضرورت پڑے تو آئین کے اس حصے میں ترمیم بھی ہونی چاہیے اور ان کے وضع کردہ نظام کو اگر اسی طریقے سے بھی نافذ کرنا چاہیں تو صدر اور گورنر کے ذریعے بھی اس کو نافذ کیا جا سکتا ہے۔FCR کے بارے میں پہلی دفعہ میں عرض کروں گا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میرے پاس کاپی ہوتی تو میں اس سے پڑھ کر سناتا۔ میں اپنے حافظے سے وہ بات آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ پہلے پہلے سیکشن میں یہ بات لکھی گئی ہے۔ اس میں کچھ sections گن کر بتائے گئے ہیں۔ Certain sections have been enumerated and stated that these sections are general in character and all the rest are sections of the FCR shall be enforced only against Pathans and Balochis. یہ اصل میں discrimination ہے یہ قانون کا وہ امتیاز ہے جو اس کو ظالمانہ بنا دیتا ہے کہ اس کو صرف پٹھانوں اور بلوچوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا استعمال انگریز کے دور میں بھی ہوتا رہا اور آج کے دور میں بھی' میرے دوستوں نے اس کی نشاندہی کی۔ کئی سال پہلے مجھے میراں شاہ کے ایک صاحب نے خط لکھا اور انہوں نے کہا

یہ collective responsibility جہاں پر ہے۔ اس میں section یہ ہے کہ a tribal is declared to be hostile اور اس کے بعد hostile tribe کے کسی بھی فرد پر کہیں بھی ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے اور پھاٹک لگا دیے جاتے ہیں اور یہاں تک ہوتا ہے' اس وقت بھی جب وزیرستان میں آپریشن ہو رہا تھا تو پولیٹکل ایجنٹ ساؤتھ وزیرستان نے ٹانک اور D.I. KHAN کے اندر بھی وزیرزئی خیل قبائل کی دکانوں کو سربمہر کر دیا۔ جو بالکل tribal area سے باہر اور settled area میں واقع تھے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ میراں شاہ کے ایک صاحب نے مجھے خط لکھا اور اس میں لکھا کہ ہمارے tribe کے ایک شخص پر الزام تھا کہ اس نے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور ہمیں تنگ کیا گیا اور ہمیں گرفتار کیا گیا کچھ عرصہ کے بعد ہم نے اپنے عزیز کو گرفتار کرکے خود حکومت کو پیش کر دیا۔ اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔ چند مہینوں کے بعد ہمیں علم ہی نہیں تھا کچھ لوگوں نے پیسے دے کر اس کی ضمانت کروائی۔ وہ رہا ہوئے اور رہا ہونے کے بعد اس نے دوبارہ جرم کا ارتکاب شروع کیا اور حکومت نے دوبارہ ہمیں تنگ کرنا شروع کیا۔ ہمیں گرفتار کیا گیا ہم نے درخواست دی کہ ہم نے تو اس شخص کو پکڑ کر آپ کے حوالے کر دیا تھا اور ہمیں نہیں معلوم کس نے اس کو رہا کیا ہے۔ اب دوبارہ ہمیں کیوں چھیڑا جا رہا ہے اور کیوں تنگ کیا جا رہا ہے۔ تو اس لیے hostile tribe کا section اس کا بھی ظالمانہ طریقے سے اطلاق ہوتا ہے اور ہو رہا ہے اور 40 FCR کا یہاں پر ذکر کیا گیا۔ 40 FCR اصل میں یہ نیک چلنی کی ضمانت مانگنے کی دفعہ ہے۔ کسی بھی شخص سے وہاں کا political agent نیک چلنی کی ضمانت طلب کرتا ہے اور ضمانت صرف وہی شخص دے سکتا ہے۔ جس کی پولٹیکل ایجنٹ approval دے دے جس کی اجازت دے دے اور وہ جس ملزم کے بارے میں اجازت نہیں دینا چاہتا تو اس کے بعد وہ پھر سالہا سال جیل میں پڑا رہے۔ تین تین سال کے بعد renewal ہوتی رہتی ہے اور اس کو کوئی بھی نہیں نکال سکتا۔ تو 40 FCR کا اس طریقے سے ظالمانہ اطلاقھوتا ہے اور اس طریقے سے بہت سارے لوگ پابند سلاسل رہتے ہیں اور ان کے نکلنے کا وہاں سے کوئی راستہ اور کوئی طریقہ نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ پہلی دفعہ ہے کہ collective responsibility اور hostile tribe کی declaration ہے اور اس طرح 40 FCR ہے۔ یہ سارے مل کر ایک کالے قانون کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور 1901ء سے یہ قانون نافذ ہے اور لاگو ہے اور پہلے یہ

فیڈرل ڈسٹرکٹس میں بھی ہوتا تھا لیکن اس کے بعد اس کو ختم کیا گیا اور اس وقت صرف فاٹا میں نافذ ہے۔ پاٹا میں الگ قانون ہے۔ وہاں پر ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں اختیار۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ذرا wind up کر دیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: wind up کرتا ہوں۔ ہائی کورٹس اور سپریم کورٹس کو اختیار دیا گیا تھا اور وہاں جو پاٹا ریگولیشن تھے۔ ان کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے null & void declare کیا کیونکہ اس میں ظالمانہ شقیں تھیں۔ اس طرح اس وقت بھی اگر FCR اور فاٹا کے بارے میں اعلیٰ عدالتوں کو اختیار دیا گیا تو مجھے یقین ہے کہ ایک دن بھی یہ قانون نہیں چل سکتا اور عدالتوں کے ذریعے سے یہ null & void declare ہوں گے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے۔ مجھے اس قرار داد سے اتفاق ہے۔ اس لیے اسے پاس بھی کیا جائے۔ اس کے لیے آپ چاہیں تو سپیشل کمیٹی بنا دیں اور law committee کو بھی refer کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ' پروفیسر غفور صاحب۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ فاٹا کے رہنے والے لوگ محب وطن ہیں اور ان کی حب الوطنی میں ذرا برابر کوئی شک نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ regulation جو ایک صدی پہلے انگریزوں نے اپنے دور میں بنایا تھا۔ انگریزوں نے پچاس سال میں اس کا ایسا ظالمانہ استعمال نہیں کیا جس طرح گزشتہ چار پانچ برسوں میں کیا گیا ہے۔ ان برسوں میں آپ کے سامنے فاٹا سے تعلق رکھنے والے ہمارے لوگ ہیں انہوں نے اپنے چشم دید حالات بیان کیے ہیں کہ وہاں پر کیا ظلم ہو رہے ہیں۔ ہم اخبارات میں بھی دیکھتے ہیں کہ کس طریقے سے مسافروں کی دو بسیں کسی تقریب میں حصہ لینے کے لیے جا رہی ہوتی ہیں ان کے اوپر بمباری ہو جاتی ہے اور بعد میں اس پر اظہار افسوس کیا جاتا ہے اور ان کو compensation بھی دیا جاتا ہے۔ اس لیے میں فرحت اللہ بابر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے اہم موضوع کے اوپر ایک

قرارداد پیش کی ہے۔ فاٹا کے ان سارے regulations کے اوپر نظرثانی کی جائے اور وہ مظالم جو ہمارے قبائلی علاقوں میں ہورہے ہیں ان کو فی الفور بند کیا جائے۔ ہم یہ بات جانتے ہیں کہ ہماری مغربی سرحد محفوظ رہی تھی اور آج بھی ہے اور آج بھی ان کی حب الوطنی میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن ایسے حب الوطن لوگوں کے اوپر اگر مظالم کیے جائیں اور ہر ایک کو کہہ دیا جائے کہ ان کا تعلق القاعدہ سے ہے یا طالبان سے اور یہ کہہ کر ان کو گرفتار کیا جائے اور ان کا قتل عام کیا جائے یا ان کی دکانیں یا مکانات مسمار کیے جائیں یہ ناقابل برداشت ہے اور خود پاکستان کی سالمیت کے لیے خطرناک ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، صمیم خان آپ بولیں گے۔

We are now winding up, last speaker.

سینیٹر صمیم خان بلوچ: مہربانی، جناب چیئرمین! جب ہم آئین کی بات کرتے ہیں، قانون کی بات کرتے ہیں تو ظاہری بات ہے کہ آئین اور قانون کے دائرے میں شہری حقوق کی بات آتی ہے۔ انسانی حقوق کی بات آتی ہے۔ سیاسی آزادی اور معاشی آزادی کی بات آتی ہے لیکن آج کے اس دور میں جب اس ملک کا اپنا ایک آئین ہے، قانون ہے، 40 FCR کے تحت ایک شخص کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ ایک فرمان کے تحت، جتنا چاہے، ننھے بچوں کو، بوڑھوں کو، نوجوانوں کو اور ہماری ماؤں بہنوں کو بغیر کسی وجہ بتائے، بغیر کسی ایف آئی آر کے قید کرسکتا ہے، جب تک چاہے اسے قید خانے میں رکھ سکتا ہے۔ دوسری طرف ایک فرمان کے ذریعے ان کی جائیدادوں کو جس طرح مسمار کرنا چاہے، جس طرح تباہ کرنا چاہے وہ کرسکتا ہے۔ اس کی مثال وانا میں، ہم نے اخبارات میں اور ٹی وی پر دیکھا کہ وہاں کے ننھے عوام، وہاں کے محب وطن شہریوں کی جائیدادوں کو مسمار کیا۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ ہماری بہت سی بہنیں اور چھوٹے بچے ڈیرہ اسماعیل خان کی جیلوں میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انگریز نے اپنی ضروریات کے تحت یہ ایف سی آر نافذ کی تھی لیکن آج اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آج کے دور میں اگر یہ موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کے عوام کے ساتھ ایک ظلم ہے، ایک زیادتی ہے۔ اس دفعہ کو ختم ہونا چاہیے۔ ہمارے دوست بابر صاحب نے جو resolution پیش کی ہے،

میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہاں کی عوام کی آواز ہے' ان کی ضرورت ہے۔ آج ہم اس کالے قوانین سے وہاں کے عوام کو نکال کر اس ملک کے مجموعی قانون اور آئین کے حوالے سے جو تحفظات ہیں وہ ہم ان کو مہیا کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، شکریہ جناب ۔ who is the Minister, who is going to wind it up?

جناب محمد وصی ظفر (وفاقی وزیر قانون و انصاف): میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا پھر آپ اس کے legal issue بتا دیں۔

جناب محمد وصی ظفر ، جناب میری submission یہ ہے کہ اس میں کچھ misconception بھی ہے یہ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آئین کا آرٹیکل 247 اس کی sub clause 6 ہے ۔ اس کا proviso جناب دیکھیں گے ۔ Article 247 Administration of Tribal Areas اس کا پورا ایک طریقۂ کار دیا ہوا ہے۔ اس میں جناب جو sub clause 6 ہے اس کا proviso زیادہ relevant ہے ۔ Provided that before making any Order under this clause, the President shall ascertain in such manner as he considers appropriate, the views of the people of the Tribal Area concerned, as represented in Triabl *Jirga.* اس میں جناب کوئی ایسا action نہیں ہوتا ہے کہ Political Agent نے کہا اور action ہوگیا ادھر ایک system ہے 247 کے تحت laws بنے ہوئے ہیں۔ اور جرگہ جو فیصلہ کرتا ہے اس کی implementation through Political Agent کہ جرگہ میں Political Agent کو بھی ایک طرح سے شامل کردیا گیا ہوا ہے اور یہ mainly ان لوگوں کا خود اپنا فیصلہ ہے لیکن اس کے باوجود اس میں the amendments are already under consideration. یہ resolution آنے سے بہت پہلے۔

Mr. Acting Chairman: Yes, I know.

جناب محمد وصی ظفر : یہ جناب ہمارے پاس آیا تھا اس کو ہم نے Interior کو

بھیجا۔ اب اس میں یہ ہے کہ those amendments cannot be made under the law یہ provision پڑھنے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ یہ اسی طرح رہنا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ these amendments can not be made without consulting the *Jirgas* وہ تمام کے تمام areas کے Jirgas کے ساتھ consultation ہو وہ ایک consensus develop ہو اور ان کی recommendations کے مطابق ہی amendments ہو سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انہوں نے صرف review کا کہا ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب وہ تو already its under review, but with the consultation of the *Jirga.* انہوں نے جناب کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے کہ تمام government accusations پر ہیں۔ میں یہ بھی عرض کروں کہ اس کی جب history پڑھیں تو یہ اس طرح کا British Law نہیں ہے کہ برطانیہ والوں نے کیا۔ برطانیہ نے تو ادھر کبھی اس طرح سے rule نہیں کیا انہوں نے تو Political Agents ہی بھیجے، یہ تب سے ایک system چل رہا ہے اور وہ جو Political Agents تھے ان کا interaction تھا جرگہ کے ساتھ اور ادھر ہمیشہ جرگہ کا ہی rule رہا۔ وہ independent ہی رہے اور ادھر جرگہ کا ہی راج رہا اور آج تک جرگہ کا ہی راج ہے وہاں پر۔ اور جرگہ ہی کے فیصلے چلتے ہیں اور ان کی جو اپنی رسومات ہیں، جو ان کے customs ہیں، جو ان کی traditions ہیں اس کے مطابق جرگہ ہی فیصلہ کرتا ہے اور اس میں یہ ہے کہ Political Agent بھی شامل ہوتا ہے to implement it اور یہ کہ جی وہ واقعی جو ادھر کے وضع کردہ اصول ہیں، اس Act کے علاوہ ادھر زبانی طور پر بہت سارے قوانین اور اصول اور وہ طریقے اور رواج موجود ہیں اور وہ ان کا اپنا ایک رہنے کا طریقۂ کار انہوں نے خود سے بنایا ہوا ہے۔ یہ کوئی چیز ان پر impose نہیں کی گئی ہے۔ Government کی طرف سے thrust نہیں کی گئی ہے کوئی چیز ان پر force نہیں کی گئی ہے یہ ان کی اپنی sweet will ہے۔ اگر وہ صحیح چاہیں وہ recommend کریں تو صحیح everything will be changed جو کہ ان کو already float کردیا گیا ہے ان سے consultation کے لیے لیکن میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں

چاہتے تو it will not be done لیکن اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم یہ چاہتے ہیں it will be done, surely it will be done. یہ ہے اس میں۔

Mr. Acting Chairman: That is enough. Babar Sahib you want to say someting.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: متین شاہ دیکھو ابھی وہ wind up کر رہے ہیں۔ پہلے آپ کدھر تھے۔ ادھر ہی تھے۔ آپ نے سب کچھ سنا پھر دو منٹ بولیں۔

سینیٹر متین شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج فاٹا بھی اسی ایوان میں زیر بحث آیا۔ لیکن وزیر صاحب نے جس بات کی وضاحت کی کہ وہاں جرگہ system ہے اور جرگہ فیصلہ کرکے اس کے بعد وہی فیصلہ مجرم ہو یا ملزم ہو اس پر apply ہوتا ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ آپ FCR کی بات کر رہے ہیں لیکن وہاں پر ملک صاحب بیٹھا ہے، یہ بھی ہمارے نارتھ کا ہے۔ باقی ہمارے پیچھے جو بیٹھا ہوا ہے یہ بھی فاٹا سے تعلق رکھتا ہے۔ وہاں جرگہ فیصلہ کرتا ہے اور جرگہ کے پاس full اختیار ہوتا ہے FCR میں کہ ایک مجرم کو وہ بری کرتا ہے تو پھر اسی فیصلے کے ساتھ وہ جیل سے نکل جاتا ہے لیکن اس کے باوجود لاکھوں روپے جرمانہ دے کر پھر جیل سے نکلتا ہے لیکن جرگے کے فیصلے پر وہ جیل سے نہیں نکلتا۔ شکریہ جناب۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Babar Sahib what you want to say.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! میں فاضل وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ حکومت ایک amendment لا رہی ہے۔ اس سے پہلے فاضل وزیر جناب اجمل خان صاحب نے بھی یہ کہا کہ ہم ایک amendment لا رہے ہیں اگر حکومت amendment لا رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کو اس بات کا احساس ہے کہ FCR کو review کیا جائے۔ میرا بھی اور ہمارے اس resolution کا بھی مقصد صرف یہی

تھا کہ review کیا جائے۔ جہاں تک دوسری تفصیلات کا تعلق ہے کہ وہاں جرگہ ہے ہم نے تو یہ کہا ہی نہیں ہے ہم تو جرگے کی dispute میں فی الحال نہیں جاتے۔ ظاہر ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ جرگہ elected ہو selected نہ ہو selection by Political Agent وغیرہ نہ ہو لیکن اس resolution میں جرگہ کا یا جرگہ--------

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ جو باتیں ہو رہی تھیں وہ سارا ملبہ حکومت پر ڈال رہے تھے۔ He was trying to clarify that issue.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! بالکل حکومت پر ملبہ نہیں ہے، ملبہ FCR پر ہے جو 1901 کا بنا ہوا ایک کالا قانون ہے۔

Mr. Acting Chairman: Fine, fair, but indirectly connecting to the government.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: 1901 کا بنا ہوا کالا قانون ہے۔ لارڈ کرزن کے زمانے کا بنا ہوا ہے۔ ملبہ اس پر ہے، ملبہ فاضل وزیر پر نہیں ہے اس لئے FCR کو review کر دیا جائے۔ بڑی مہربانی شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ کا resoultion ہے ان کو بتائیں۔

جناب محمد وصی ظفر: اس کی ضرورت نہیں ہے when it is already under consideration.

Mr. Acting Chairman: Let the Minister wind it up.

سردار یار محمد رند (وفاقی وزیر برائے قبائلی علاقہ جات و سرحدات): جیسا کہ فرحت اللہ بابر صاحب نے ابھی کہا اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے review کے لئے Law and Justice department کو بھیج دیا ہے، جیسے ہی وہاں سے recommendations آ جائیں گی تو انشاء اللہ ہم اس پر عمل درآمد کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم فاٹا کے ممبران سے بھی consult کریں گے اور ان سے بھی ان کی suggestions لی جائیں گی۔ اس پر already

President کے directives ہیں اور یہ under consideration ہے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Fine. So, you want it to put to the House?

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سردار یار محمد رند: جناب بات ہی ختم ہو گئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بات ہی ختم ہو گئی ہے اب اسے ہم کر رہے ہیں۔

سردار یار محمد رند: میرے خیال میں آپ اسے force نہ کریں' ایک دفعہ آنے دیں اس کے بعد آپ دوبارہ لے آئیں۔ یہ under consideration ہے' اسے میرے خیال میں ابھی force کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ review کریں' ہم اسے already review کر رہے ہیں۔

Mr. Muhammad Wasi Zafar: It is already under consideration.

When the statement from government is coming کس بات کا۔ resolution تو that the matter is already under consideration تو پھر اس کا مضمون دیکھیں کہ اسے review کیا جائے تو it is already being reviewed تو پھر resolution کا تو کوئی جواز نہیں ہے یا تو یہ ہوتا کہ نہ کر رہے ہوتے تو پھر resolution کا تھا کہ on the force of the resolution we will review it. Now, we are reviewing it even before that. یہ resolution ابھی انہوں نے سینیٹ میں جمع بھی نہیں کرایا ہو گا کہ جب یہ consideration کے لیے پیش ہوا۔

Mr. Acting Chairman: I know for sure that its under review.

جی بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے میں غلط ہوں کہ فاضل وزیر صاحب کو اس بات پر اصرار ہے کہ Opposition کو نہ جائے' credit حکومت کو

جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں کہتا ہوں سب credit آپ کو جاتا ہے I am saying is that you brought this issue here to discuss.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب آپ میری گزارش سنیں' I concede let the credit go to the government, let it not go to the opposition. اس لیے اگر اس کی wording ایسے کی جائے کہ this House ' میں ان کی تعریف کرتا ہوں کہ آپ اسے review کر رہے ہیں اور آپ کی تعریف کرنے کے بعد آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو جلدی review کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ ذرا مجھے address کریں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر، میں resolution لکھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ لکھ دیں - Now just we have come on to conclusion stage. .

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب اسی review سے related issue ہے۔ ایک چھوٹی سی request ہے۔

Mr. Acting Chairman: Hamid Ullah you are going beyond any rule and regulation. No, no you can't. I am sorry, don't make an issue please. Proceed. No Raza Khan. Nobody, it is finishing, let us not have anybody speak.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! اگر ایسا ہو جائے کہ this House take notes of the assurance of the honourable Minister that the Frontier Crimes Regulation (FCR) as administered in tribal areas are being reviewed and calls upon the Government to do so expeditiously.

اور کیا ہے۔

Mr. Acting Chairman: You give it to me and I read it for you.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: لے لیں جناب ابھی لے لیں۔

Mr. Acting Chairman: Have you written it?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! اگر ایک سیکنڈ میری بات سن لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ دو سیکنڈ بولیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is a very important thing that it is a system out of which one part of its legal part

کی بات ہو رہی ہے اور یہ constitutional set up ہے،

it was adopted in 73 in the Constitution in the form of two Articles, 246 & 247 and the entire system alongwith the legal system, prescription is in it. And the basic warrant of the matter is in review, is the will of the people in the form of a *"Jirga"* which he has given a prescription and Government is on it. Now the thing will be inferred, if it is expeditiously, after some time it will be decided that the Government is not doing. It shall take time.

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ آپ دیکھ لیں اور اس طریقۂ کار سے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں دیکھ لیتا ہوں۔ نہیں، نہیں these people are

gentlemen and men of their word, I don't think that they would create

unless you want to say it on your behalf that we ! بابر صاحب any problem.

will you be happy ! بابر صاحب will take it expeditiously and look into it.

with that. We can't make them unhappy too often. Can we? Let's see.

سینیٹر سید دلاور عباس، نہیں، نہیں میں تو صرف یہ point out کر رہا ہوں کہ جب یہ چیز آئے گی تو یہ Assurance Committee کے پاس چلا جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں تو چلی جائے۔

سینیٹر سید دلاور عباس، سینیٹ کی ...Assurance Committee

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، تو Government always faces, you know, these things.

Senator Syed Dilawar Abbas: At once it becomes that part that you are recommending it that in this House

یہ amendment سے لی جائے تو Ministe کی ...statement

Mr. Acting Chairman: There is no amendment, there is no amendment coming.

Senator Syed Dilawar Abbas: No, the total resolution is being amended.

Mr. Acting Chairman: The resoluton is not being farwarded, I am just giving assurance on behalf of the Minister.

جناب محمد وصی ظفر، میری تھوڑی سی گزارش ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی فرمائیں۔

جناب محمد وصی ظفر، کہ اس میں جو time جرگہ کے ساتھ interact, consultation پر لگتا ہے۔ وہ لگتا ہے جو consensus develop کرنے پر time لگتا ہے، وہ لگتا ہے اور وہ آئینی تقاضے بھی ہیں اور ان کے ساتھ ایک طرح کا pact, معاہدہ اور ان کے ساتھ رہنے کا ایک طریقہ بھی وضع ہے tribal areas کے ساتھ۔ جس کو کوئی بھی

government violate نہیں کرنا چاہیے گی، نہ ماضی میں کسی نے کیا ہے۔ وہ اس ملک کے شہری ہیں اور بہت زیادہ محب وطن شہری ہیں، یہ نہیں ہے کہ جس طرح WANA میں چند غیر ملکی آ گئے اور انہوں نے شور شرابا کیا، ان میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے۔ اگر گستاخی نہ ہو تو میں اس floor پر کہوں کہ وہ ہم سب سے کہیں زیادہ loyal ہیں اور انہوں نے پاکستان کی بڑی خدمت کی ہے اور بڑی دفعہ انہوں نے پاکستان کو save کیا ہے اور انہوں نے پاکستان کے لیے باقاعدہ فوج کی طرح جنگیں لڑی ہیں۔ ان لوگوں کا consensus develop کر کے پھر ہی اس کو کرنا چاہیے اور کیا جا سکتا ہے اور آئینی تقاضا بھی یہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے اس کو suitably amend کر دیا ہے، let me read it now.

جناب محمد وصی ظفر: اس میں floor of the House کی assurance صرف یہ ہے کہ after consulting with them and after due deliberations and consultations and dialogues ہماری طرف سے جو اکیلا draft بنانا ہے، وہ بے معنی ہے جب تک کہ under the Constitution ان کے ساتھ thorough deliberations, consultations نہ ہوں اور وہ accept نہ کریں۔ یہ میں کہتا ہوں کہ whatever those Jirgas will accept that will be done. Government کی طرف سے کچھ impose نہیں کیا جائے گا، nothing will be imposed upon them جو ان کی اپنی آزاد رائے ہے جو ان کا آزاد طریقہ ہے جو وہ system ہے، وہی کیا جائے گا۔

Mr Acting Chairman: Thank you very much. Let me do it. This House has taken into consideration the assurance given by the honourable Minister for Law that the FCR as administered in tribal areas is being reviewed; it calls upon Government to carry out the review expeditiously after the normal procedures and consultation as per the

Constitution and the relevant documents.

Now, the demand is that the House should be adjourned because you gentlemen have something to do. Now, I put this assurance to the House.

(The Assurance was adopted unanimously)

Mr. Acting Chairman: Now, it stands adjourned to meet again on Tuesday 30th November, 2004 at 5.30 p.m. Thank you very much.

[The House was then adjourned to meet again at 5.30 in the evening on Tuesday, the 30th November, 2004.]